تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار — لاکہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۱۶ تا ۲۲/اپریل ۱۹۹۸ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

اسلام اور معاشرتی مساوات

".... اسلام میں پیدائشی طور پر تمام انسان برابر ہیں' گویا کامل انسانی مساوات موجود ہے۔ پیدائشی طور پر نہ کوئی اونچا ہے نہ نیچا' نہ نسل کی بنیاد پر نہ رنگ کی بنیاد پر اور نہ جنس کی بنیاد پر۔ اسلام ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ عورت کو مرد سے گھٹیا تصور کیا جائے۔ قرآن حکیم اونچ نیچ کے اس قسم کے ہر تصور کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "بَعْضُکُمْ مِنْ بَعْضٍ" یعنی تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو۔ ایک ہی باپ کے نطفے میں اس کا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی اور ایک ہی ماں کے رحم میں دونوں نے پرورش پائی ہے۔ یہ بات کہنے میں جتنی سادہ ہے دل و جان کے ساتھ اسے تسلیم کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ ہمارے ہاں ہندوؤں کو تو خوب برا بھلا کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں برہمن اور شودر کی معاشرتی تفریق موجود ہے لیکن بالکل اسی طرح ہمارے ہاں مصلی اور سید (سندھ میں امتی اور سید) کی تفریق موجود ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ خود اسلام اس تقسیم کو کسی درجے میں بھی قبول نہیں کرتا۔ اسلام کا پہلا اصل الاصول سماجی سطح پر کامل انسانی مساوات ہے۔ اسلام کے تصور میں اگر مراتب کا کوئی فرق ہے تو وہ علم اور تقویٰ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے : ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (الحجرات : ۱۳) "اللہ کے نزدیک تم سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تقویٰ (خدا ترسی) میں سب سے زیادہ ہو"۔

علم اور تقویٰ وہ چیزیں ہیں جن کو آپ اپنی محنت سے کماتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ چیزیں جو آپ کو اپنے کسب کے بغیر عطا کی گئی ہیں' آپ کی پسند و ناپسند اور کسب و محنت کو ان کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہے ان کو وجہ اعزاز و اکرام نہیں بنایا گیا۔ اللہ نے آپ کو جو رنگ اور شکل و صورت عطا کی ہے اس طرح آپ کو جس نسل میں پیدا کر دیا ہے اور آپ کی جو جنس بنا دی ہے۔ ان چیزوں میں آپ کو کوئی اختیار قطعاً نہیں دیا گیا لہٰذا جن چیزوں میں آپ کا اختیار نہیں ہے ان کی وجہ سے کوئی اونچ نیچ کا معیار قائم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ (الحجرات : ۱۳) "اے لوگو! بیشک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں کی صورت میں بنا دیا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ صاحب تقویٰ ہو"۔

(اقتباس از : "خطبات خلافت" : ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

شمارہ : 14 — قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

امید کی روشن کرنیں ـــــ توقعات اور اندیشے

اس سال عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمانانِ پاکستان کو ایک وجد آفرین خبر سننے کو ملی۔ دور مار میزائل بنانے کی دوڑ میں پاکستان نے بھارت کے نہلے پر دہلا مارا اور "پرتھوی" کے مقابلے میں "غوری" میزائل کا کامیاب تجربہ کیا جس کی رینج ۱۵۰۰ کلومیٹر سے بھی زائد بتائی جاتی ہے۔ دشمن کے مقابلے کے لئے ہتھیاروں کی فراہمی اور بالخصوص ایسے ہتھیاروں کا حصول جن سے دشمن پر دھاک بیٹھ سکے، قرآن حکیم کی دی ہوئی اس ہدایت کے عین مطابق ہے جو سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۶۰ کے حوالے سے سامنے آتی ہے۔ اس آیت کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو، تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھا دو"۔

گو بعض اطراف سے اور بالخصوص بھارت کی جانب سے غوری میزائل کے اچانک تجربے پر شکوک و شبہات کا اظہار بھی کیا ہے اور اسے "ڈرامہ بازی" پر محمول کیا گیا ہے تاہم اس قسم کی باتوں میں صداقت نظر نہیں آتی اور قرائن کی روشنی میں تقریباً یقین سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ غوری میزائل کا کامیاب تجربہ محض خیالی یا وہمی نہیں ہے، فی الواقع پاکستان نے اس میدان میں قابل قدر کامیابی حاصل کی ہے۔ اس اعتبار سے اِس امر پر اگر مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے اور خوشی کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں تو بلاجواز نہیں کہ کم از کم اس میدان میں ہم بھارت کی برتری کے خواب کو چکنا چور کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

تاہم ـــــ ہمارے نقطۂ نگاہ سے اس سے بھی بڑھ کر خوش آئند اور مسرت بخش خبر وہ ہے جو آج کے اخبارات میں یک کالمی خبر کی صورت میں شائع ہوئی ہے۔ خبر کی سرخی یہ ہے کہ "حکومت نے سود کے خلاف اپیل واپس لینے کی ہدایت کر دی"۔ اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ "حکومت نے سپریم کورٹ میں سود کے خلاف دائر کی جانے والی اپیل واپس لینے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس ضمن میں وزارت خزانہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں"۔ خبر میں مزید بتایا گیا ہے کہ حکومت نے اسلامی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری کو دیگر شعبوں میں بھی نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ـــــ اسی خبر میں یہ خوشخبری بھی شامل ہے کہ "حکومت پیر سے شروع ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں ملک میں شریعت کے نفاذ کے لئے بل پیش کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے"۔

یہ خبر اگرچہ نہایت خوش آئند ہے اور ہمیں اس پر خصوصی مسرت ہے کہ تنظیم اسلامی اور اس کے امیر نے یہی دو مطالبات ہمیشہ پوری قوت کے ساتھ موجودہ حکومت کے سامنے رکھے تھے کہ جن کے پورا ہونے کی نوید مذکورہ خبر میں سنائی گئی ہے، لیکن ماضی کے تجربات اور موجودہ حکومت کے سابقہ کردار کو دیکھتے ہوئے سردست بہت زیادہ توقعات وابستہ کرنا بھی حقائق کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہو گا۔

آج سے چھ ماہ قبل بھی اس نوع کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی کہ حکومت نے سود کے خلاف دائر اپیل واپس لینے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن بعد میں جب تفصیلات سامنے آئیں تو معلوم ہوا کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا اور حکومت ایسا کرنے کوئی ارادہ نہیں رکھتی ـــــ اسی طرح میاں نواز شریف صاحب کے پچھلے دورِ حکومت میں قرآن و سنت کی بالادستی کے ضمن میں جو شریعت بل منظور کرنے کا عظیم الشان "کارنامہ" سرانجام دیا گیا تھا وہ بھی شریعت کے ساتھ کھلا مذاق تھا، اس لئے کہ اس میں نہ صرف یہ کہ ڈھٹائی کے ساتھ سود کو جاری رکھنے کا اعلان شامل تھا بلکہ یہ بات بھی بصراحت مذکور تھی کہ یہ شریعت بل بس اِسی درجے میں نافذ العمل ہو گا کہ اس سے موجودہ نظام پر آنچ نہ آتی ہو۔ شریعت کے ساتھ ایسا سنگین مذاق اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے!! ـــــ آئندہ بھی اگر نواز حکومت شریعت کے نام پر اسی قسم کے مذاق اور تمسخر کا ارادہ رکھتی ہے تو ہماری ان سے گزارش ہو گی کہ وہ دین و شریعت کو بخشیں اور صاف صاف اپنے سیکولر ہونے کا اعلان کریں۔ اللہ کے غضب کو دعوت دینے کا نتیجہ پاکستان کے ہی نہیں خود ان کے حق میں بھی بہت خوفناک ہو گا ـــــ لیکن اگر وہ واقعی خلوص دل کے ساتھ سود کے خاتمے اور دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے مثبت اقدام کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور ایک ہم ہی پر کیا موقوف، تمام دینی جماعتیں اور طبقات اُن کی تائید و نصرت کے لئے بہ دل و جان حاضر ہیں۔ اس لئے کہ اگر فی الواقع یہ قدم اٹھا لیا گیا تو اللہ کی رحمت اور نصرت پاکستان کے شاملِ حال ہو جائے گی کہ جس کے بغیر "غوری" ہو یا "غزنوی" سب اپنی تاثیر سے محروم رہیں گے۔ OO

امیر تنظیم اسلامی کی صحت

رفقاء و احباب کے لئے یہ اطلاع باعث اطمینان ہو گی کہ امیر محترم کی طبیعت بحمد اللہ، پہلے سے بہت بہتر ہے۔ آپریشن کے بعد recovery کا عمل تسلی بخش طور پر جاری ہے۔ ضروری ایکسرسائز اور سہارے کی مدد سے چلنے میں اب تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ معالجین کا خیال ہے کہ فزیو تھراپی ابھی مزید ایک ماہ جاری رہے گی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

"اگر امن چاہتے ہو تو جنگ کے لئے تیار رہو"

مرزا ایوب بیگ' لاہور

انسانی تاریخ میں فرد اور ملت کا معاملہ کبھی زیادہ مختلف نہیں رہا لیکن جس طرح فطرت فرد کی کوتاہیوں سے کبھی اغماض بھی برت لیتی ہے اور ملت کے گناہوں کو کبھی معاف نہیں کرتی اسی طرح مجموعی انسانی رویہ کمزور' ضعیف اور ناتواں فرد کے لئے تو کبھی کبھار ہمدردانہ اور مشفقانہ ہو سکتا ہے لیکن کبھی کسی بالادست قوت نے کسی کمزور اور اپنا دفاع خود نہ کر سکنے والی قوم کو کبھی معاف نہیں کیا۔ منت' سماجت' آہیں' سسکیاں اور دکھ بھری گزارشات کبھی فاتحین کا راستہ نہیں روک سکیں بلکہ جس طرح قیمتی اور اہم اشیاء اگر غیر محفوظ اور سرعام پڑی ہوں تو وہ عام انسان کو چور بن جانے کی ترغیب دیتی ہیں' اسی طرح کمزور اور اپنے دفاع سے غافل قوم دوسری اقوام کو جارحیت کی ترغیب دیتی ہے۔ تر نوالہ چونکہ حلق کی کمزوری ہوتا ہے لہٰذا نگلے جانے اور ہڑپ کئے جانے کا جواز نوالے نے تر ہو کر خود پیدا کیا۔ اسی لئے قرآن حکیم جو انسانوں کے لئے آسمانی ابدی ہدایت نامہ ہے مسلمانوں کو استطاعت بھر قوت پیدا کرنے اور سامان حرب کی فراہمی کو یقینی بنانے کا حکم دیتا ہے۔ حق بلاشبہ خود ایک قوت ہے لیکن زیبائش دنیا اور نفسانی خواہشات آڑے آتی ہیں اور اکثر انسان حق قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جن و انس میں سے شیاطین دلائل اور تاویلات فراہم کر کے انسان کو باطل پر مطمئن کر دیتے ہیں لہٰذا حق کو بھی نافذ کرنے کے لئے قوت نافذہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج کے مادی دور میں قوت اور طاقت کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" جیسی ضرب المثل کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ سپر پاورز ایٹمی ٹیکنالوجی سے مستفید ہوں' ایٹمی دھماکے کریں' ہائیڈروجن بم بنائیں تو اس میں انسانیت کا بھلا ہی بھلا ہے لیکن تیسری دنیا کا کوئی ملک خصوصاً مسلمان ملک اگر ایٹمی توانائی کے حصول کی طرف بالشت بھر بھی پیش رفت کرے تو دنیا کا امن خطرے میں پڑ جاتا ہے' انسانی مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عالمی امن کے استحکام کی خاطر امریکہ کو دخل اندازی کرنا پڑتی ہے — اس پس منظر میں غوری میزائل کا تجربہ یقیناً ایک جرأت مندانہ قدم ہے۔

درحقیقت برصغیر کی دفاعی صورت حال میں اس وقت ڈرامائی تبدیلی آئی جب ۱۹۷۴ء میں بھارت نے راجستھان کے علاقے میں اپنا پہلا ایٹمی تجربہ کیا اور پاکستان کے اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جواب آں غزل کے طور پر کہا کہ "ہم گھاس کھالیں گے مگر ایٹم بم ضرور بنائیں گے"۔ حسن اتفاق کہئے یا قدرت کی خصوصی مدد کہ اِنہی دنوں پاکستانی نژاد ڈاکٹر عبدالقدیر جو ہالینڈ میں خدمات انجام دے رہے تھے' پاکستان آئے اور ذوالفقار علی بھٹو کو اپنی خدمات پیش کر دیں اور کہوٹہ میں کام کا آغاز کر

تجزیہ

دیا گیا۔ بھٹو کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑی لیکن نصرت خداوندی سے کہوٹہ پر کام جاری رہا کیونکہ سویت یونین افغانستان پر حملہ کرنے کی حماقت کر چکا تھا اور امریکہ سب کچھ بھول کر سوویت یونین پر کاری ضرب لگانے کا موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا' لہٰذا پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے صرف نظر کرنا امریکہ کی مجبوری تھی۔ افغانستان سے روس کے انخلا تک پاکستان یورینیم کو افزودہ کرنے کے عمل کے معاملے میں خصوصی حد کراس کر چکا تھا۔ یہ اللہ رب العزت کی خصوصی عنایت تھی کہ اس نے علاقے میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ امریکہ چاہتے ہوئے بھی پاکستان پر ایٹمی پیش رفت کے معاملے میں زیادہ دباؤ نہ ڈال سکا۔

آج ہر باشعور پاکستانی ڈاکٹر عبدالقدیر کو اپنا محسن سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ گزشتہ سات سال میں پاک بھارت تعلقات میں کشیدگی اپنی انتہا کو پہنچی لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی کیونکہ مغربی ایجنسیاں یہ اطلاع دے چکیں تھیں کہ پاکستان ایٹمی صلاحیت حاصل کر چکا ہے۔ اس لئے ایٹمی جنگ اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی تباہی و بربادی جنگ کے راستے میں رکاوٹ بن گئی۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت کشمیر میں چند دن مداخلت برداشت نہ کر سکا اور اس نے بین الاقوامی سرحد عبور کر کے پاکستان پر حملہ کر دیا جبکہ اسی ایٹمی ڈیٹرنٹ کی وجہ سے وہ سات سال سے کشمیر میں مداخلت برداشت کر رہا ہے۔ یہ نکتہ غور طلب ہے اور مستقبل میں پالیسی سازی میں بڑا ممد اور معاون ثابت ہو گا کہ جو حکومت چند ماہ پہلے غوری میزائل کا تجربہ کرنے سے گریزاں ہی نہیں بلکہ خوفزدہ بھی تھی' اچانک اس تجربہ پر آمادہ کس طرح ہو گئی۔ اس کی صرف اور صرف وجہ بھارت میں حکومت کی تبدیلی تھی اور یہ محض حکومت کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ ایک انداز کی تبدیلی بھی ہے۔ کانگریس جو کام خاموشی' دھیمے پن اور آہستگی سے کر رہی تھی وہی کام بی جے پی نے دھوم دھڑکے سے کرنے کا محض اعلان ہی کیا اور ساری بیرونی دنیا کو خوفزدہ کر کے ان کی ہمدردیوں سے محروم ہو گئی۔ حکومت پاکستان کے لئے یہ نادر موقع تھا جو نئی بھارتی حکومت نے اپنی حماقت سے اسے مہیا کر دیا تھا۔ پاکستانی حکومت نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا' تجربہ کی ٹائمنگ اتنی عمدہ تھی کہ جن ملکوں کو یہ تجربہ بہت ناگوار گزرا' انہیں بھی برا بھلا کہنے میں بڑی دشواری پیش آئی بلکہ راقم یہ کہنے کی جسارت بھی کرے گا کہ اس موقع پر اگر ایٹمی دھماکہ بھی کر لیا جاتا تو امریکہ اور یورپ کا بھی ردعمل اتنا شدید نہ ہوتا۔ بہرحال "پرتھوی" ایک بار پھر "غوری" سے شکست کھا گیا۔ ۶/اپریل ۱۹۹۸ء کو صبح ساڑھے سات بجے جہلم کے قریب ملوٹ میں آرمی رینج سے جو غوری میزائل داغا گیا' ٹھیک آٹھ منٹ کے بعد جب غوری پندرہ سو کلومیٹر کا طویل سفر طے کر کے بلوچستان میں پہلے سے طے شدہ اور صاف کردہ مقام پر گرا تو وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد دی گئی۔ اس سے قطع نظر کہ غوری میزائل پر کام کس دور میں شروع ہوا اور اس کی تیاری میں مختلف

مراحل پر کس کس نے کیا کیا رول ادا کیا۔ یقیناً وہ حکومت ہی مبارک باد اور داد کی مستحق ہے جس کے دور میں یہ کامیاب تجربہ ہوا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر جو اس بارات کے دلہا ہیں اور جنہوں نے یہ کامیاب تجربہ کیا یقیناً لاکھوں ٹن مبارک باد کے مستحق ہیں' وہ حقیقتاً ہر پاکستانی بلکہ ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں۔ ان کا کارنامہ صرف یہ نہیں ہے کہ انہوں نے پاکستان جیسے پسماندہ اور مادی وسائل سے محروم ملک کو ایٹمی صلاحیت سے ہمکنار کیا اور میزائل سازی کا سلسلہ شروع کیا بلکہ ان کا بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ایٹمی سائنس دانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار کر دی ہے جن میں سے بہت سے بقول ان کے "عبدالقدیر" ثابت ہوں گے۔ یہاں ہمیں ایک تاریخی واقعہ یاد آیا جو قارئین ندائے خلافت کے لئے یقیناً مفید ہو گا کہ بھارت کے پہلے آرمی چیف کی ریٹائرمنٹ سے چند ماہ پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے انہیں طلب کیا اور انہیں کہا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی مدت ملازمت پوری ہونے پر آپ کی ملازمت میں توسیع کر دی جائے۔ ہم سب کی طرح پنڈت نہرو کو بھی یقین تھا کہ آرمی چیف اس فیصلے سے بہت خوش ہوں گے اور اس خوشی میں وزیر اعظم کو سلیوٹ کریں گے۔ لیکن آرمی چیف نے وزیر اعظم سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ تو پنڈت نہرو نے جواب دیا اس لئے کہ مجھے فی الحال کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو تمہارے بعد اس ذمہ داری کو بہ احسن و خوبی نبھا سکے۔ اس پر آرمی چیف نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو آپ کو مجھے فوری طور پر مدت ملازمت پوری ہونے سے پہلے ہی برطرف کر دینا چاہئے' اس لئے کہ میں اتنا نااہل انسان ہوں کہ کسی ایک شخص کو بھی تیار نہیں کر سکا جو وقت پڑنے پر اس ذمہ داری کو سنبھالنے کا اہل ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی بڑی قیادت کا اپنے باصلاحیت نائبین یا نائب تیار کرنا انتہائی دشوار کام ہے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ڈاکٹر عبدالقدیر یہ کارنامہ بھی انجام دے چکے ہیں اور ہم اس پر بھی انہیں بھرپور مبارک باد کے مستحق سمجھتے ہیں۔

غوری میزائل کی تیاری میں عسکری قوتوں کے رول کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہو گی۔ ہم اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتے کہ بعض خصوصی وجوہات کی بنا پر پاکستان کی فوج جمہوری دور میں بھی بڑے بڑے سیاسی' اقتصادی اور دفاعی معاملات میں الگ تھلگ نہیں رہی اور وہ فیصلہ کن رول ادا کرتی رہی ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق غوری میزائل کے تجربے میں بھی اصل اور فیصلہ کن رول عسکری قوتوں ہی نے ادا کیا ہے۔ امریکہ نے جنرل جہانگیر کرامت کو دورۂ امریکہ کی دعوت انہی دنوں کیوں دی اور ان کی امریکہ میں غیر معمولی پذیرائی کیوں ہوئی تھی؟ ان سوالات کے جوابات اب ڈھکے چھپے نہیں رہے اور بات بالکل واضح ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہم جنرل صاحب کو خصوصی مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے امریکہ میں دیکھا سنا بہت کچھ لیکن کیا وہی جو مادر وطن کے مفاد میں تھا۔ اس کامیاب تجربے نے عیدالاضحیٰ کی خوشیوں کو دوچند کر دیا' لیکن یاد رکھئے کہ پاکستان کی اصل عید وہی ہو گی جو اس حال میں منائی جائے گی کہ ملک میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کیا جا چکا ہو گا اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی سے لوگ مستفید ہونا شروع ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے کہ باقی تمام میزائلوں کا توڑ دشمن پیدا کر سکتا ہے' اس میزائل کا کوئی توڑ ممکن ہی نہیں اور اس میزائل کی رینج دنیا سے جنت الفردوس تک ہے۔ غوری کے بعد غزنوی بنایئے سر آنکھوں پر لیکن خدارا اپنے اصل ہدف کو فراموش نہ کریں ورنہ میزائل دھرے کے دھرے رہ جائیں گے' ہم صوبائی و لسانی تعصبات اور فرقہ وارانہ تشدد کا شکار ہو جائیں گے۔

نقطہ نظر

الجزائر کے لادین حکمران فوجی ٹولے اور اسلامی کونسل کے "روشن کارنامے"؟

—— سردار اعوان ——

الجزائر کے سرکاری ریڈیو کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ملک کی اعلیٰ ترین اسلامی کونسل نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ جن عورتوں کی آبروریزی کی گئی ہے انہیں اسقاط حمل کی اجازت ہو گی۔ الجزائر کی خاندانی امور کی وزارت نے ملک کی اسلامی کونسل سے رجوع کر کے یہ فتویٰ حاصل کیا' ورنہ شریعت کی رو سے اسقاط حمل کی اجازت صرف اس صورت میں جائز ہے جبکہ ماں کی زندگی کو کوئی خطرہ ہو۔

الجزائر کی حکومت اور اعلیٰ ترین اسلامی کونسل نے "اسلام نوازی" کی جو اعلیٰ ترین مثال پیش کی ہے وہ اپنی نوعیت کی کوئی منفرد مثال نہیں ہے۔ اسلام کی یہ مضحکہ خیز تصویر صدیوں سے ہم دنیا کو دکھا رہے ہیں' اس لئے آج اگر عالم اسلام دنیا میں ذلت و رسوائی کا نمونہ بنا ہوا ہے تو وہ بے سبب نہیں ہے۔ ستم ظریفی کا عالم تو یہ ہے کہ اس کے باوجود ہمیں اپنے اوپر اتنا گھمنڈ ہے کہ ہم بڑے دھڑلے سے یہ دعوے کرتے ہیں کہ دنیا بڑی تیزی سے اسلام کی طرف آ رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں ماہنامہ میثاق' اپریل کے شمارے میں ایک تحریر شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا کہ مغربی ممالک میں ہر سال ہزاروں خواتین حلقہ بگوش ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے مغرب کا دانشور طبقہ سخت مضطرب ہے اور اس نے اپنے ہاں کی خواتین کو مختلف طریقوں سے اسلام سے دور رکھنے کی کوششیں زور شور کے ساتھ شروع کر دی ہیں۔ آگے چل کر بجا طور پر اسلام کے خاندانی نظام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ یہ اوصاف ہم میں ہیں کہاں؟

جس معاشرے میں انسانی جان کی سرے سے کوئی قدر و قیمت نہ ہو اور عورتوں کی عزت و آبرو کی پامالی معمول کی بات ہو' اس معاشرے میں اسلام کا دعویٰ کرنا اسلام کو بدنام کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ مغربی معاشرہ میں جو برائیاں موجود ہیں ان کا خود انہیں بھی احساس ہو گا۔ ہم اگر انہیں بیان کریں گے تو اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں یا اسلام اگر دین حق ہے تو اس سے خود بخود ہماری برتری ثابت نہیں ہو جاتی' ہمیں وہ وصف بیان کرنے چاہئیں جو بالفعل ہم میں موجود ہوں۔ مغربی معاشرے میں انسانی جان و مال کو جو تحفظ حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی مسلمان ممالک میں دیکھنے میں نہیں آتا۔ خاص کر مسلمان معاشرے میں عورت کی جو حالت زار ہے' اسے کسی طرح بھی قابل رشک قرار نہیں دیا جا سکتا۔

الجزائر میں لادین فوجی حکمران ٹولے کے "کارنامے" ہی کیا کم ہیں کہ "اعلیٰ ترین اسلامی کونسل" "اسلام کا نام "روشن" کرنے کیلئے میدان میں آ گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی شریعت صرف اسقاط حمل کے مسئلے تک محدود ہے' آبروریزی کوئی مسئلہ نہیں۔ آئے روز سینکڑوں کی تعداد میں عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور جوانوں کو انتہائی بے دردی سے قتل کیا جا رہا ہے' اس پر پورے مغرب میں تشویش کا اظہار بھی ہو رہا ہے لیکن آج تک ملک کی "اعلیٰ ترین اسلامی کونسل" کو زبان کھولنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ دنیا چار و ناچار اسلام کی طرف ہی آئے گی' کیونکہ اس کے بغیر نوع انسانی کے دکھوں کا مداوا ممکن نہیں لیکن اس کا کریڈٹ ہم مسلمان شاید ہی حاصل کر پائیں۔

خلافت فاروقی ..... عظمت کے نشان

ایک مرتبہ تاجروں کی ایک جماعت آئی اور مسجد کے پاس ٹھہر گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ رات اس قافلہ کی نگرانی کی لہٰذا ہم دونوں وہاں جا کر رات بھر نوافل پڑھتے رہے۔ اِس دوران کسی بچہ کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے ماں سے کہا کہ اس کا خیال کر۔ بچہ پھر رویا تو آپ نے ماں کو پھر توجہ دلائی۔ تیسری بار بچہ رویا تو آپ نے سختی سے کہا تو کیسی بری ماں ہے کہ اپنے بچہ کا خیال نہیں رکھتی۔ اِس پر ماں نے کہا کہ اس بچہ کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے کیونکہ دودھ چھوٹنے سے پہلے خلیفہ کسی بچہ کا وظیفہ جاری نہیں کرتے اس لئے دودھ چھڑا دیا گیا ہے۔ آپ نے اس بچہ کی عمر معلوم کی تو پتہ چلا کہ وقت سے پہلے دودھ چھڑایا گیا ہے۔ اِس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا کہ کسی بچہ کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کی جائے' آئندہ ہر بچہ کو اس کا حق ملے گا۔

اسلمؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا' ہم لوگ صرار کی وادی تک پہنچ گئے وہاں دیکھا کہ ایک جگہ آگ جل رہی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اسلم! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کچھ مسافر ٹھہرے ہوئے ہیں اور شاید انہیں سردی یا رات کی وجہ سے پریشانی رہی ہے' آؤ چلو دیکھیں۔ ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ جلا رہی ہے اور اس کے آس پاس بچے شور مچا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: السلام علیکم یا اھل الضوء! عورت نے جواب دیا وعلیکم السلام' پھر آپ نے فرمایا کیا میں قریب آ سکتا ہوں۔ عورت نے کہا اگر اچھی نیت سے آئے ہو تو آ جاؤ ورنہ چھوڑ دو۔ آپ قریب آئے اور کہا تمہارا کیا حال ہے؟ عورت نے کہا شب اور سردی کا عالم ہے۔ پھر آپ نے پوچھا بچوں کا کیا حال ہے یہ کیوں شور مچا رہے ہیں؟۔ اس نے کہا بھوک کی وجہ سے۔ آپ نے پھر سوال کیا کہ ہانڈی میں کیا ہے؟ وہ بولی' بس پانی ہے۔ میں اسی سے ان کو تسلی دے رہی ہوں یہ سو جائیں گے۔ ہمارے اور خدا کے درمیان تو بس عمر ہی ہے۔ اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے بھلا عمر کو تیرے حال کی کیا خبر ہے۔ اس پر وہ بولی وہ ہمارا سردار بنا ہے اور ہم سے غافل ہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی حضرت عمر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا چلو۔ میں تیزی سے ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم آٹے کے گودام تک آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں سے آٹے کا تھیلا لیا پھر کچھ چربی لی اور مجھ سے کہا کہ اسے میرے اوپر لاد دو۔ میں نے کہا آپ کی طرف سے میں لے چلتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟ لہٰذا میں نے بوجھ آپ کے اوپر لاد دیا اور ہم تیزی سے چلے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے عورت سے کہا لاؤ میں تمہارے لئے حریرہ تیار کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ہانڈی کے نیچے آگ پھونکنی شروع کی' میں نے دیکھا کہ دھواں آپ کی ڈاڑھی میں سے نکل رہا تھا۔ حریرہ تیار ہو گیا تو آپ نے طشتری میں سے نکالا اور فرمانے لگے لو بچوں کو کھلاؤ' لاؤ میں اسے ٹھنڈا کرتا ہوں۔ جب بچے سیر ہو کر کھا چکے تو عورت نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔ خلیفہ کے منصب کے لئے عمر رضی اللہ عنہ سے تو تم زیادہ اچھے ہو۔

○ ○ ○

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو کسی دروازہ پر کھڑا سوال کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ آخر تجھے اس حالت پر آنے کے لئے کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ اس نے کہا میں جزیہ ادا کرنے' ضروریات زندگی پورا کرنے اور کبر سنی کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے آئے اور اس کی وقتی ضرورت پوری کر دی۔ اس کے بعد خازن بیت المال کو لکھا کہ ذرا اس شخص کی حالت اور اس کے ٹیکس پر غور کرو۔ خدا کی قسم ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے کیونکہ ہم نے اس کی جوانی کو تو کھا لیا اور بڑھاپے میں اسے رسوا ہونے کے لئے چھوڑ دیا۔ ﴿ انما الصدقات للفقراء والمساکین والفقراء ھم المسلمون و ھذا من المساکین من اھل الکتاب ﴾ لہٰذا اس سے جزیہ اور ٹیکس اٹھا لیا گیا۔

○ ○ ○

رومی سلطنت اپنے وقت کی سپر پاور تھی' اس کے محلات زر و جواہر سے اٹے پڑے تھے۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم اِس سپر پاور کو اپنے پیروں تلے روند رہے تھے ان کے قدموں پر روزانہ مال و دولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے لیکن خود ان کا حال یہ تھا کہ وہ روکھی سوکھی پر گذارہ کرتے تھے۔ نہ ان کے دسترخوان پر مرغن غذائیں سجتی تھیں' نہ ان کے مکانوں پر پہریدار مقرر تھے اور نہ ان کے لئے عالی شان رہائش گاہیں تعمیر کی جاتی تھیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا امین قرار دیا ہے وہ اس لشکر کے امیر تھے جس نے قیصر روم کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ جب وہ شام کے گورنر تھے' اِس زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تشریف لائے ایک دن حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ "مجھے اپنے گھر لے چلئے"

حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا "آپ میرے گھر میں کیا کریں گے' وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو"۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے اصرار فرمایا تو وہ حضرت عمرؓ کو اپنے گھر لے گئے۔ حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان نظر نہ آیا۔ گھر ہر قسم کے سامان زیست سے خالی تھا۔ حضرت عمرؓ نے حیران ہو کر پوچھا۔ "آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمدہ' ایک پیالہ' ایک مشکیزہ نظر آ رہا ہے۔ آپ امیر شام ہیں' آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہؓ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھا لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا۔

"امیرالمومنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے! بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لئے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خوابگاہ (قبر) تک پہنچا دے" حضرت عمرؓ نے فرمایا "ابوعبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا مگر تمہیں نہیں بدل سکی"۔

○ ○ ○

"کابل" جو ایک شہر تھا عالم میں بے مثال

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورۂ افغانستان ـــ آنکھوں دیکھا حال

مرتب : مولانا غلام اللہ حقانی

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے دینی و احیائی فکر میں افغانستان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جو تاریخی طور پر اُس "خراسان بزرگ" کا اہم تر حصہ رہا ہے جس کا ذکر متعدد احادیث میں ملتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مدظلہ جہاد افغانستان میں دی گئی لاکھوں قربانیوں کو اسلام کے عالمی غلبہ کی نوید قرار دیتے ہیں۔ کمیونسٹ روس کے خلاف نبرد آزما مجاہد تنظیموں کے قائدین کو امیر تنظیم نے متعدد بار ایک قیادت کے تحت "بنیان مرصوص" بن جانے کا صائب مشورہ دیا مگر ڈاکٹر صاحب کا یہ مشورہ "کون سنتا ہے فغان درویش" کے مصداق افغانستان کی مجاہد تنظیموں کے قائدین نے اسے درخور اعتنا نہ سمجھا چنانچہ روس کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد مجاہدین کی تلواریں ایک طویل عرصہ تک ایک دوسرے کے خون سے رنگین ہوتی رہیں اور افغانستان میں ایک حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کا خواب بتدریج اُمید موہوم کی صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ تا آنکہ طالبان کے نام سے علماء کرام اور دینی مدارس کے طلبہ پر مشتمل ایک منظم تحریک نے زور پکڑا اور مجاہدین میں سے بھی مخلص لوگوں نے اُن کا ساتھ دیا تو اُمید کی جوت ایک بار پھر جاگی۔ آج سے لگ بھگ دس ماہ قبل جب افغانستان میں طالبان حکومت نے دارالحکومت کابل سمیت ملک کے دو تہائی حصے پر اپنی گرفت مضبوط کرلی تو امیر تنظیم اسلامی نے حکومت پاکستان سے طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کا زوردار مطالبہ کیا۔ الحمدللہ کہ اس کا خوشگوار اثر ظاہر ہوا اور حکومت پاکستان نے بروقت طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا۔ امیر محترم کی ذاتی خواہش تھی کہ وہ افغانستان کا بنفس نفیس دورہ کریں اور وہاں کے حالات کا مشاہدہ اور طالبان تحریک کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کر کے انہیں نہ صرف اسلامی حکومت کے قیام پر مبارک باد دیں بلکہ اسلام کے عالمی غلبہ کے حوالے سے احادیث نبویہؐ میں وارد شدہ افغانستان اور پاکستان کے "موعودہ" کردار سے بھی آگاہ کریں مگر ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے گھٹنوں کی شدید تکلیف افغانستان کے پر صعوبت سفر میں سد راہ بن گئی۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس کمی کی تلافی کا یوں اہتمام فرمایا کہ تنظیم اسلامی کے ایک نمائندہ وفد کو افغانستان کا دورہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ امیر تنظیم کی خصوصی ہدایت پر' امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد کی قیادت میں تنظیم کے ۱۴ رکنی وفد نے ۲۲ سے ۲۹ مارچ تک افغانستان کا مطالعاتی و مشاہداتی دورہ کیا۔ تنظیم اسلامی کے اس وفد میں نائب امیر کی حیثیت سے امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب مختار حسین فاروقی کے علاوہ امیر حلقہ پنجاب غربی جناب رشید عمر صاحب' ناظم تربیت چوہدری رحمت اللہ بٹر' ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلم' ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان' ناظم حلقہ آزاد کشمیر جناب خالد محمود عباسی' نائب ناظم نشرو اشاعت جناب نعیم اختر عدنان' ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ حقانی' ناظم ذیلی حلقہ مردان ڈویژن ڈاکٹر محمد اقبال صافی' پشاور کے مولانا عبدالحلیم' کراچی سے جناب محمد راشد گنگوہی' دیر سے محمد ایاز اور سعد اللہ بھی شامل تھے۔ تنظیم اسلامی کے وفد نے جلال آباد اور کابل میں افغانستان کی اسلامی حکومت کے ذمہ دار حضرات سے خصوصی ملاقاتیں کیں' جن سے وفد نے امیر تنظیم اسلامی اور تنظیم کے فکر کا تعارف کروایا اور امیر محترم کی فارسی اور پشتو کتب بھی ہدیتاً پیش کیں۔ اس دورہ کی تفصیلی رپورٹ مولانا غلام اللہ حقانی نے تحریر کی ہے جسے قارئین ندائے خلافت کے لئے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

افغانستان میں اکثر مکانات کچے ہیں۔ مٹی کے یہ مکانات نہایت مہارت کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ دیواروں میں صرف مٹی گارا لگایا جاتا ہے۔ کچی آبادیوں کے یہ مکانات خانہ جنگی کے باعث اب کھنڈرات بن چکے ہیں۔ اُن کی اندرونی دیواروں پر مٹی کے نقش و نگار بھی نظر آئے۔ مکان کے اندر باورچی خانہ' باتھ روم اور افغان روایات کے مطابق ایک بیٹھک ضرور ہوتی ہے تاکہ مہمان کو آسانی کے ساتھ رکھا جا سکے۔ ننگرہار کے بعد ولایت لغمان کا صوبہ ہے۔ دریائے کابل کے دونوں اطراف وسیع و عریض رقبے پر پھیلی ہوئی آبادیاں دور دور تک نظر آئیں۔ آبادیوں کے ارد گرد سرسبز و شاداب باغات اور فصلیں آبادیوں کے حسن میں اضافہ کا باعث ہیں۔ دریائے کابل کے اس پار کا علاقہ روسی افواج کے ظلم و بربریت سے محفوظ رہا ہے تاہم ان علاقوں کے باسیوں کا بھی جہاد افغانستان میں بھرپور حصہ ہے۔ وہ مجاہدین کو ضروری ساز و سامان مہیا کرتے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا کرتے تھے۔ لغمان کا صوبہ فونڈونہ مین روڈ سے دور دور تک پھیلا ہوا نظر آیا۔

میدانی علاقوں کے بعد پہاڑی دَروں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس علاقہ کا پہلے بھی ضمناً ذکر ہو چکا ہے۔ یہ وہی دَرے ہیں جن میں محمود غزنوی نے ہندو افواج کو شکست دی تھی۔ محمود غزنوی ان دَروں سے نکل کر میدانی علاقوں میں آتے۔ اُن کی جنگی حکمت عملی یہ ہوتی کہ ہندو افواج کے مقابلے میں پیچھے میدانی علاقوں میں ہٹتے ہٹتے ان دَروں میں آجاتے۔ جب ہندو افواج دَروں کے بیچ میں آتیں تو ان کا بچ نکلنا بہت مشکل ہوتا۔ شاید اسی لئے افغانستان کے ایک پہاڑی سلسلے کو "کوہ ہندو کش" کہتے ہیں۔ یہی وہ دَرے ہیں جنہیں روسی افواج اور ان کی توپوں اور ٹینکوں کا قبرستان کہا جاتا ہے۔

اِن ہی دَروں کے اندر روسی افواج کو وہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا جن کی وجہ سے ان کی قوت ارادی ہمیشہ متزلزل رہی۔ ان دَروں میں بہت سے مجاہدین بھی شہید ہوئے ہیں جن کے مزارات یا یادگاریں جابجا نظر آتے ہیں۔ افغان قوم اپنے ان بہادر سپوتوں کی یادگاروں اور مزارارت پر ہر سال نئے جھنڈے نصب کر دیتی ہے تاکہ تاریخ کا عظیم جہاد کرنے والوں کی یاد تازہ رہے۔ سب سے خطرناک علاقہ ماہ پر کا علاقہ تھا۔ یہاں ظاہر شاہ کے وقت کی بنائی ہوئی چوکی میں روسی افواج کا مستقل پڑاؤ رہتا تھا۔ ماہ پر کی یہ چوکی جس کی چھت اپنی دیواروں کے اوپر گری ہوئی

ہے ‘ کو ایک مجاہد نے اولوالعزمی کا ثبوت دیتے ہوئے راکٹ لانچر سے اڑادیا۔ اگرچہ یہ مجاہد بھی جوابی کارروائی میں شہید ہو گیا تھا۔ جس کا مزار ماہ پر کی چوٹی کے ۱۰‘۱۵ گز کے فاصلے پر سرخ و سبز جھنڈوں کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ ماہ پر کی چوکی مکمل طور پر منہدم ہو چکی ہے جبکہ مجاہد اسلام اس پر جتنا بھی فخر کرے کم ہو گا۔ ان ہی شہدائے اسلام کی وجہ سے مسلمان قوم زندہ ہے ع ”شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے“۔

ماہ پر کی چوکی کے قریب ایک علاقہ آتا ہے جو گوگا منڈی اور سمیہ مومن خان کہلاتا ہے۔ اس علاقے کی ایک رومانوی داستان بہت مشہور ہے۔ اس داستان کا ایک کردار مومن خان ہے‘ جو کہ اس علاقے کا ایک غریب باشندہ تھا۔ یہاں ہی کی ایک شہزادی شیرنئی پر فریفتہ تھا۔ مومن خان شیرنئی کی رومانوی داستان افغانستان کی تاریخ کا حصہ ہے۔ ان کی قبریں سمیہ ‘مومن خان اور گوگا منڈی کے پہاڑوں کے دامن میں موجود ہیں۔ علاقہ گوگا منڈی برلب سڑک ہونے کی وجہ سے روسی افواج کے ظلم و بربریت کا نشانہ بنا۔ روسی افواج نے یہاں بڑی تعداد میں مائن (بارودی سرنگ) نصب کی تھیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اب بھی زمین مائن زدہ ہے اور رہنے سہنے کے قابل نہیں۔ اس لئے یہاں کے باشندے اب بھی مہاجر ہیں۔

اس سے اگلا علاقہ ” سروبی “ کہلاتا ہے۔ مجاہدین نے روسی افواج کو اس میدان میں کئی بار بہت بڑی شکست سے دوچار کیا تھا۔ روسی افواج کے جانے کے بعد یہ علاقہ گلبدین حکمت یار کے قبضہ میں آیا۔ اس علاقے میں اس کا مشہور کمانڈر زرداد ہوتا تھا۔ لہٰذا اسے ” زرداد غنڈ “ بھی کہا جاتا ہے۔ روس کے جانے کے بعد جن کمانڈروں نے یہاں کی مقامی آبادی پر ظلم و ستم ڈھائے ان میں اس کمانڈر کا نام بھی سرفہرست ہے۔ وہ گاڑیوں کو لوٹتا‘ لوگوں سے نقدی اور زیورات چھین لیتا‘ اب اس غنڈ پر بھی طالبان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ”غنڈ“ دراصل فوجی چھاؤنی کو کہا جاتا ہے۔ یہاں بہت سارے ٹینک‘ توپیں اور اسلحہ بردار گاڑیاں کھڑی نظر آتی ہیں۔ اس سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک سڑک مین روڈ سے الگ ہو جاتی ہے۔ یہی سڑک شمالی افغانستان کو جنوبی افغانستان سے ملاتی ہے۔ اس روڈ پر آگے جا کر بغلوڈیم واقع ہے۔ ڈیم کا پانی جوں ہی گرتا ہے وہاں ایک اور ڈیم شروع ہو جاتا ہے جسے ” سروبی ڈیم “ کہا جاتا ہے۔ کابل جاتے ہوئے یہ تیسرا ڈیم تھا جس کا ہم نے مشاہدہ کیا۔ بغلوڈیم سے آگے باغات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں اب صرف ایک باغ موجود ہے جس کا نام ”باغ رئیس“ ہے۔ چونکہ مجاہدین یہاں آ کر اکثر چھاپہ مار کارروائیاں کرتے رہتے تھے لہٰذا روسی افواج نے ان باغات کو ختم کر دیا‘ تاکہ مجاہدین یہاں سے ان کے خلاف کارروائیاں نہ کر سکیں۔ سروبی کا علاقہ بہت وسیع و عریض ہے۔ بغلوڈیم اور یہ باغات بھی اسی علاقے کا حصہ ہیں۔ سروبی ڈیم جہاں تعمیر کیا گیا ہے بجلی گھر یہاں سے ۱۶ کلومیٹر دور ہے۔ پہاڑوں کے اندر سرنگ نکال کر پانی وہاں پہنچایا جاتا ہے اور بڑے بڑے ٹربائن لگا کر بجلی گھر بنایا گیا ہے۔

ڈروں اور سروبی کے علاقے سے گزر کر ہم پل چرخی کے علاقے میں آئے۔ یہ علاقہ ایک پل کے نام سے موسوم ہے۔ بہت وسیع و عریض آبادی پر مشتمل یہ شہر پل کے اُس پار آباد ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی چھاؤنی بھی ہے جس میں تقریباً ایک ڈویژن فوج تھی۔ چھاؤنی مجاہدین کی باہمی

کابل کے ایک خوبصورت پارک کا تباہ حال کیفے ٹیریا
زبان حال سے ماتم کناں ہے

جنگ و جدال کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ اب یہ چھاؤنی طالبان کے قبضہ میں ہے۔ اس کے بعد کابل کا صنعتی علاقہ جو کہ شہر سے ۱۰‘۱۵ کلومیٹر باہر ہے‘ شروع ہوا۔ یہاں بہت بڑے بڑے کارخانے نظر آئے۔ مگر جنگ کی وجہ سے اس کی عمارات اور مشینری خراب اور ناکارہ ہو چکی ہے۔ یہاں ایک ملٹری اکیڈمی بھی ہے‘ جس کی عمارت بھی تباہ ہو چکی ہے۔ یہ علاقہ داد و خیل کہلاتا ہے۔

اس کے بعد کابل شہر کے نزدیک پہنچے جو کہ بہت متمدن اور well planned شہر کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ پل محمد خان کا مشہور علاقہ جو کہ دوستم ملیشیا اور ربانی کی سرکاری افواج کے درمیان جنگ کی وجہ سے کہیں مکمل اور کہیں جزوی طور پر تباہ ہو چکا ہے‘ شہر کا قلب تھا۔ اس کے نزدیک ہی مکروریان ۱۳ اور کمرک کا علاقہ بھی جنگ کی ہولناکی کا مظہر ہے۔

دارالحکومت کابل شہر جو کہ ایک وسیع و عریض علاقے پر مشتمل ہے‘ ان میں مشہور جگہوں کے نام کچھ اس طرح ہیں۔ پل خشتی‘ یہ بہت بڑا کاروباری مرکز ہے اگرچہ کابل شہر ویران ہو چکا ہے مگر اس پل پر اب بھی بہت رش ہوتا ہے۔ ”شہر نو“ جو کہ قدیم آبادی کے ساتھ نئی آبادی پر مشتمل شہر تھا‘ شہر کی مشہور جگہوں میں سے ایک ہے۔ خیل خانہ ‘کوٹہ سنگی ‘پل محمد خان بھی کابل شہر کا حصہ ہیں۔ کابل شہر کے تاریخی مقامات میں قلعہ بالا حصار‘ چہل ستون‘ دار الامان اور باغ حضوری زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ ویسے تو کابل شہر میں جنگ کے ہولناک مناظر کہیں جزوی اور کہیں کلی نظر آئے لیکن جس علاقے کو مجاہد کمانڈروں نے سب سے بڑھ کر اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا وہ کوٹہ سنگی کا علاقہ ہے۔ کابل شہر پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے یہ

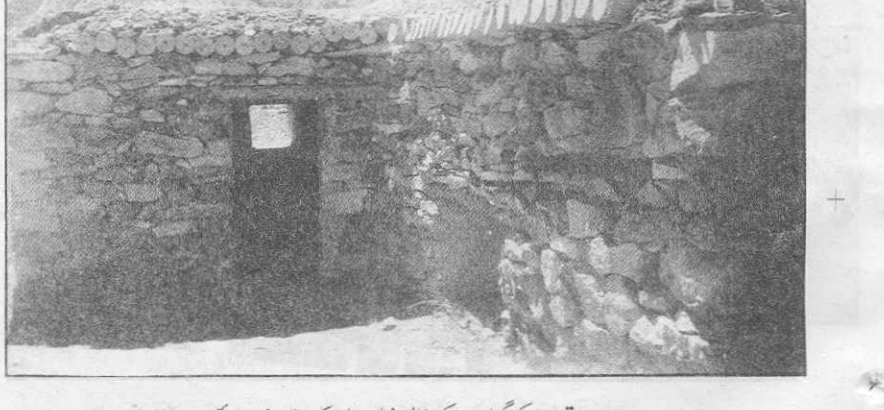

توپ کے گولوں کے خالی خولوں کا ایک مصرف یہ بھی ہے

وفد کے امیر جناب میجر (ر) فتح محمد اور نائب امیر مختار حسین فاروقی کابل کے انٹر کانٹی نینٹل میں مشورہ کرتے ہوئے

علاقہ بہت اہمیت کا حامل تھا۔ کوٹہ سنگی کا علاقہ ۱۰، ۱۵ کلومیٹر پر پھیلی ہوئی آبادی پر مشتمل ہے، لیکن اس علاقے میں ایسی کوئی آبادی نظر نہ آئی جو تباہی سے بچ گئی ہو۔

تنظیم کا وفد جب کابل پہنچا تو رات کا وقت تھا۔ نماز مغرب دفتر خارجہ کے سامنے ایک مسجد میں ادا کی گئی۔ وفد کو بتایا گیا کہ خارجی مہمان جو کہ دولت اسلامی افغانستان کی باقاعدہ دعوت پر آئے ہوں، ان کو انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل کابل میں ٹھہرایا جاتا ہے، لہٰذا وفد وہاں پہنچا۔ وفد کی ملاقات ہوٹل کے رئیس حیات اللہ حیاتی سے ہوٹل کے مین گیٹ پر ہوئی جبکہ ہوٹل کے رئیس نماز عشاء کے بعد گھر جا رہے تھے۔ رئیس یعنی جنرل مینیجر نے وفد کو ہوٹل میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ ہوٹل کا انتظام بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ تھا۔ عشاء کی نماز سے فراغت پر وفد نے کھانا کھایا اور اپنے کمروں کی راہ لی۔ مینیجر صاحب نے بتایا کہ میں علی الصبح حکومت افغانستان کی اعلیٰ قیادت سے رابطہ کروں گا تاکہ وہ آپ لوگوں کے لئے ملاقاتوں کا پروگرام بنا سکے۔ چنانچہ اگلے دن وزارت خارجہ کا نمائندہ آیا۔ وہ وفد کے امیر میجر (ر) فتح محمد سے ملا۔ ان سے وفد کے آنے کی غرض وغایت اور ملاقاتوں کا پروگرام لیا۔ افغانستان کی اس نئی تشکیل شدہ اسلامی حکومت کو جہاں دیگر گھمبیر مسائل کا سامنا ہے وہاں باہر سے آنے والے وفود کا بھی تانتا بندھا رہتا ہے، لہٰذا ان کے لئے پروگرام بنانا اور مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر ہماری پہلے دن کسی حکومتی عہدیدار سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اگلے دن ہمارے لئے پروگرام طے کر دیا گیا۔ یہ پروگرام سپریم کورٹ کے چیف جسٹس الحاج نور محمد ثاقب صاحب کے ساتھ ملاقات تھا۔ چنانچہ ہم سہ پہر تین بجے ملاقات کے لئے وہاں پہنچے۔

سپریم کورٹ کی وسیع وعریض بلڈنگ جو ظاہر شاہ کے وقت میں تعمیر ہوئی تھی، اب بھی اپنی اصلی حالت میں قائم تھی۔ دفتر کے مین دروازے پر ہمارے میزبان نور محمد ثاقب نے سپریم کورٹ کے دیگر ججوں کے ساتھ ہمارا والہانہ انداز سے استقبال کیا۔ میجر (ر) فتح محمد نے وفد کے ارکان کا تعارف کرایا اور تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی نیک خواہشات پہنچائیں۔ نیز افغانستان کی موجودہ قیادت کے بارے میں تنظیم اسلامی کا موقف بھی سنایا۔ نور محمد ثاقب صاحب سے ہم نے گزارش کی کہ وہ تفصیلاً گفتگو شروع کرنے سے پہلے اپنے دوسرے شرکاء کا تعارف کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ ابتدائی تعارف کے بعد قاضی صاحب نے تنظیم اسلامی کے وفد کی افغانستان آمد کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ جہادِ افغانستان میں اور روس کے نکل جانے کے بعد بھی پورے عالم اسلام نے بالعموم اور مسلمانان پاکستان نے بالخصوص ہماری جو عملی مدد کی ہے اس کے ہم تہہ دل سے ممنون ہیں۔ انہوں نے بات کو آگے بڑھایا اور کہا کہ اگر اس طرح کے وفود ہماری دلجوئی کرتے رہے تو افغانستان بہت جلد ایک بڑی اسلامی قوت کے طور پر ابھر کر سامنے آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ وفد کے تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وفد پورے پاکستان کا نمائندہ وفد ہے۔ ہم امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو داد دیتے ہیں کہ انہوں نے واقعتاً پورے پاکستان میں کام کیا ہے۔ پاکستان کے علماء اور دیندار طبقہ کو ہم اپنا پشت پناہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو من گھڑت قرار دیا کہ پاکستان طالبان کو جنگی محاذوں پر مدد دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات تو سب پر عیاں ہے کہ روس کے جانے کے بعد پاکستان نے ہر تنظیم کو مدد دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد افغانستان صرف ایک علاقے یا ملک کے لئے نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ پورے عالم اسلام کے لئے لڑی گئی ایک جنگ تھی۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست شروع ہوئی۔ وفد کی طرف سے پہلا سوال کیا گیا کہ اب تک نظام اسلام کے حوالے سے آپ نے کیا پیش رفت کی ہے؟

○ جناب نور محمد ثاقب نے فرمایا کہ "ہمارے ملک کی تقسیم علاقائی سطح پر ہے۔ وہ یوں کہ ایک علاقہ میں "اُلسوالی" ابتدائی یونٹ ہوتا ہے، اس کے بعد ولایت پھر وزارت اور پھر مرکز کا نمبر آتا ہے۔ جب ایک جرم واقع ہوتا ہے تو اس جرم کی نوعیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ یا تو اس میں حقوق اللہ کی پامالی ہوتی ہے یا حقوق العباد کی۔ اگر معاملہ حقوق اللہ کا ہو تو اس میں فریق حکومت خود بن جاتی ہے۔ وہ دعویٰ کرتی ہے کہ اللہ کا یہ حق زائل ہوا ہے اس کا ثبوت فراہم کیا جائے۔ لیکن اگر وہ معاملہ حقوق العباد کے زمرے سے تعلق رکھتا ہو تو ہر "اُلسوالی" کے اندر مختلف محکمے ہوتے ہیں۔ محکمہ مدعی اور مدعاعلیہ کو حاضر کرتا ہے اور دعویٰ سننے کے بعد مدعاعلیہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ اس دعویٰ کا دفاع کریں۔ اگر وہ دفاع کریں تو پھر ان سے گواہ پیش کرنے کو کہا جاتا ہے۔ گواہ پیش نہ ہونے کی صورت میں "منکر" کو قسم دی جاتی ہے۔ اس مشہور حدیث کے پیش نظر کہ "البينة على المدعى واليمين على من انكر"۔ جب ایک فریق کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے تو اگر پھر بھی دوسرے فریق کو اعتراض ہو تو وہ فریق لویہ اُلسوالی یا ہائی کورٹ میں اپیل کرتا ہے۔ اس کے لئے

انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل، جہاں وفد نے دو دن قیام کیا، امارات اسلامی افغانستان کا لہراتا ہوا پرچم نمایاں ہے

قانونی میعاد دو مہینے مقرر ہے۔ اگر دو مہینوں کے بعد کوئی شخص اپنا مقدمہ دائر کرنا چاہے گا تو قانونی طور پر اس کی اپیل رد ہوگی، پھر ہائی کورٹ تحقیقات کرے گا۔ اگر اُس فیصلہ کو برقرار رکھا تو فریق کو سپریم کورٹ میں جانے اور اپیل دائر کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہاں مختلف جرائم کی نوعیت کے مطابق ماہرین قانون بیٹھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس اپیل کو متعلقہ برانچ میں بھیجا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کی مدت تین ماہ ہے۔ پھر سپریم کورٹ کی طرف سے جو فیصلہ ہو جاتا ہے وہ آخری فیصلہ کے طور پر قوائے تنفیذیہ نافذ کرتا ہے۔

☆ مدعی و مدعا علیہ کے علاوہ تفتیش کا کوئی محکمہ بھی ہے؟

☆ جی ہاں۔ تفتیشی محکمہ ہوتا ہے جو بالخصوص گواہوں کے متعلق پوری چھان بین کرتا ہے۔ یہ عمل "تزکیۃ الشھود" کہلاتا ہے۔ تفتیش سری بھی ہوتی ہے اور جہری بھی۔

☆ فائنل اتھارٹی سپریم کورٹ ہیں یا امیر المومنین؟

○ دراصل امیر المومنین کے ماتحت تین بڑے بڑے ادارے ہیں۔

1) سپریم کورٹ

۲) قوہ اجرائیہ

۳) مقننہ یا پارلیمان۔

ان میں سے کوئی قوئی دوسرے محکمہ کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر ان کے درمیان کبھی کوئی نزاع ہو جائے تو ان سب میں مضبوط محکمہ سپریم کورٹ کا ہے۔ جس کا فیصلہ آخری تسلیم کیا جاتا ہے۔

☆ عدالتی نظام میں وکلاء کا کیا رول ہے؟

○ بنیادی طور پر افغانستان پسماندہ ملک ہے، لہٰذا ایک شخص کو چاروناچار ایسے تعلیم یافتہ شخص کو تلاش کرنا پڑتا ہے جو اس کے لئے صورت دعویٰ لکھ دے۔ یہی دعویٰ پھر شرعی وثیقہ بن جاتا ہے۔

☆ شخصی قوانین اور اجتماعی قوانین کے متعلق یہاں فیصلے کس طرح کئے جاتے ہیں؟

○ یہاں ایک ہی قانون ہے جو شخصی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی لاگو ہوتا ہے یعنی فقہ حنفی۔ اگر عام اجازت دے دی جائے تو پھر اس سے مفاسد بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا سب کے لئے ایک ہی قانون ہے اور وہ ہے فقہ حنفی۔

☆ سپریم کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کیا جا سکتا ہے؟

○ ہاں سپریم کورٹ کو تجدید نظر کی اپیل کی جا سکتی ہے۔ اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کا فیصلہ بحال رکھا ہو تو اس پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ اگر وہ فیصلہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے یکسر منافی ہو تو اس پر "تجدید نظر" نہیں کی جاتی۔

☆ حضورؐ کے زمانے سے ہم ۱۵سو سال کی مسافت پر ہیں، ایک ارتقاء ہوا ہے۔ کیا جدید دور کے پیدا شدہ مسائل میں آپ لوگ تدوین جدید یا اجتہاد کے قائل ہیں؟

○ دین مکمل ہو چکا ہے۔ کسی نئے اجتہاد کی ضرورت نہیں۔ جدید مسائل کا حل بھی ہمارے دین میں موجود ہے۔ اجتہاد نہ کرنے کی دلیل یہ بھی ہے کہ پہلے بہت ساری فقہیں تھیں۔ فقہ امام سفیان ثوری، فقہ امام ظہری وغیرہ پھر ان سب کا ان چار فقہوں میں "حصر" ہوا ہے۔ اب اس کے بعد کسی نئے اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆ ایک اسلامی حکومت کی تشکیل کے بعد اس کا پہلا فرض یہ بن جاتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کو روٹی، کپڑا، مکان،

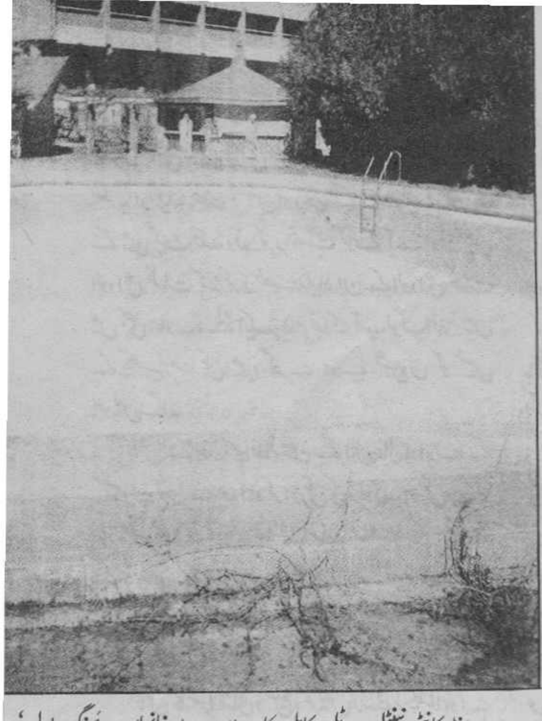

انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل کابل کا ویران و بے خانماں سوئمنگ پول، دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

تعلیم، روزگار اور مفت علاج فراہم کرے۔ اگر معاشرہ بھوک وافلاس، بیماری اور اَن گنت مسائل کا شکار ہو تو ان پر اسلامی حدود کیسے لاگو کئے جا سکتے ہیں؟

○ معاشرہ کو درج بالا چیزیں یعنی روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، روزگار اور علاج فراہم کرنا اللہ رب العزت ہی کی ذمہ داری ہے جبکہ ہم حدود شرعی نافذ کرنے کے پابند ہیں۔ اسلامی حدود کبھی معطل نہیں ہوتے۔

☆ افغانستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟

○ اکثر زمینیں عشری ہیں۔ ان تمام زمینوں کی اصل پوزیشن کیا ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک الگ بورڈ تشکیل دینے کا پروگرام بنایا ہے۔

☆ طالبان کی اسلامی حکومت کو تشکیل پائے بیس ماہ گزر چکے ہیں۔ کیا سپریم کورٹ کے کسی فیصلہ پر کوئی بااثر شخصیت اثر انداز ہوئی ہے؟

○ اگرچہ فائنل اتھارٹی تو امیر المومنین ہی ہیں لیکن فی الحال ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا کہ کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی ہو۔ پچھلے دنوں ایک "طالب" پر جو ایک حکومتی اہلکار بھی تھا، جرم ثابت ہو گیا تو مقدمہ قتل دائر ہوا۔ تفتیش کے بعد اسے بھی سرعام پھانسی دے دی گئی۔

☆ عدالتی نظام میں تقرری کا کیا طریقہ کار ہے؟

○ کسی بھی حکومتی کارندے کی تقرری کی پیش نہاد یعنی تجویز ہم کرتے ہیں اس کے علم، تقویٰ، امانت و دیانت اور تجربہ کی بنیاد پر پھر اس کا تقرر امیر المومنین کرتے ہیں۔

مجلس کے اختتام پر میجر (ر) فتح محمد صاحب نے تنظیم اسلامی کا کچھ لٹریچر جس کا اردو سے فارسی میں ترجمہ ہو چکا ہے، الحاج نور محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کو پیش کیا۔

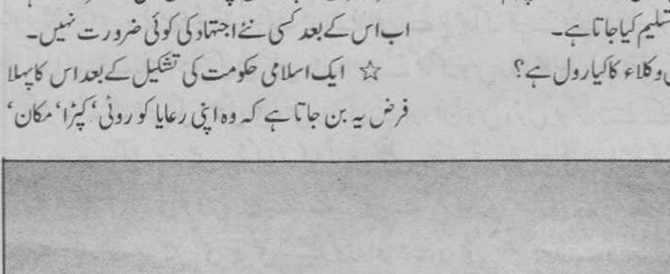

جلال آباد سے کابل جاتے ہوئے افغان بچوں کے ساتھ مولانا عبدالحلیم، ڈاکٹر اقبال صافی اور مولانا غلام اللہ حقانی، پس منظر میں دریائے کابل بہہ رہا ہے

وقت کافی گزر چکا تھا للذا امیروفد میجر فتح محمد صاحب نے تنظیم اسلامی کے وفد کی طرف سے قیمتی وقت نکالنے پر شکریہ ادا کیا۔ چیف جسٹس اور ان کے ماتحت سپریم کورٹ کے مین گیٹ تک وفد کو رخصت کرنے آئے اور ہمیں الوداعی کلمات کہہ کر رخصت کیا۔ ان کے الوداعی کلمات میں بھی ہمارے لئے ایک پیغام تھا کہ آپ لوگ افغانستان کے گھمبیر مسائل میں گھرے ہوئے شہریوں کو نہیں بھولیں گے۔

اس کے بعد ہم افغانستان کے اس عالی ادارے کے عظیم سپوتوں سے جدا ہو کر ہوٹل کی راہ لی۔ ہوٹل پہنچ کر نماز عصر کا وقت قریب تھا' للذا نماز باجماعت کے لئے وفد کے شرکاء نے تیاری کی۔ بعد از نماز عصر "شہرنو" کے علاقہ میں' جہاں کی مشہور مارکیٹ کوچہ مرغاں ہے وفد کے بعض شرکاء نے خریداری کی۔

کابل کا شہر انتہائی وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے اگرچہ شہر کا اکثر حصہ جنگ کی وجہ سے منہدم ہو چکا ہے تاہم سرکاری عمارات اور شہر کے بعض حصے اب بھی محفوظ و مامون ہیں۔

نماز مغرب کے وقت وفد واپس ہوٹل پہنچ گیا۔ نماز مغرب کے بعد کھانا تناول کیا۔ وفد کے شرکاء اکثر و بیشتر افغانستان کے اہم امور کو موضوع سخن بناتے اور اس نومولود آزاد اسلامی ریاست کے مستقبل کے بارے میں اپنی اپنی آراء کا کھل کر اظہار کرتے رہے۔

وفد کے شرکاء کو چونکہ ایک کھلے ماحول میں افغانستان کی صورتحال کا جائزہ لینا تھا' للذا وفد کے شرکاء جہاں کہیں گئے' وہاں کے باسیوں سے کھل کر سوالات کئے۔ ان سوالات کے بین بین جو branks ہوتے وفد کے شرکاء ان کو بعد کے موضوعات میں "fill" کرتے۔ اکثر لوگ سوالات کے صحیح جوابات دینے سے کتراتے لیکن ایک مشاہدہ تھا جو وفد نے بغیر سوالات کے بھی کیا۔

یہاں کے لوگوں کی جفاکشی' مستقل مزاجی اور حب الوطنی سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ عنقریب یہ لوگ ایک خوشحال افغانستان کی نوید بن کر ابھریں گے۔ ان کی محنت و جفاکشی کا عالم بتا رہا تھا کہ بہت جلد پوری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ ملک جن کے مٹانے پر دنیائے کفر کی تمام قوتیں کمربستہ ہو چکی تھیں' کس طرح اسلام کے عالمی غلبے کے لئے پھل پھول رہا ہے۔ حال کا یہ پسماندہ اور گھمبیر مسائل میں پھنسا ہوا ملک اور اس کے باسی زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ امریکہ اور ان کے حواری سن لیں! کہ مستقبل قریب میں عالمی سطح پر جس نظام زندگی نے برپا ہونا ہے وہ اسلام ہی ہو گا۔ اور اس کے اجراء کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے جس ملک کا انتخاب کیا ہے وہ افغانستان ہے۔ اسلامی امارت افغانستان عنقریب پوری دنیا کو بتا دے گا کہ جس طرح دنیائے کفر کی مضبوط ترین طاقت اسرائیل ہے اس طرح دنیائے اسلام کی مضبوط ترین طاقت افغانستان بنے گا' ان شاء اللہ۔

اسلامی تحریک طالبان' جن کو افغانستان کے ۲۲ صوبوں پر مکمل کنٹرول حاصل ہے' کی ادنیٰ قیادت سے لے کر اعلیٰ قیادت تک میں نوجوان خون ہے۔ دوسروں کی تو بات ہی کیا ہے اس نئے خالص اسلامی ملک کے امیر المومنین کی عمر بھی ۳۷ سال ہے۔ اس قوم کے خون میں ویسے بھی باطل دشمنی رچی بسی ہوئی ہے مگر اب قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے' افغانستان کی زمام کار جن کے پاس ہے' وہ ان مدارس سے تعلیم یافتہ ہیں جو مذہب دوستی میں بھی پوری دنیا کے مسلمانوں سے یکسر مختلف اور باطل دشمنی میں بھی ہر مسلمان سے بدرجہ اتم الگ ہیں۔ اس وقت افغانستان کی اسلامی حکومت میں جو لوگ اعلیٰ یا عام عہدوں پر فائز ہیں۔ ان کی اکثریت مدارس کے پڑھے ہوئے طلبہ پر مشتمل ہے۔ یہ تمام طلبہ رضاکارانہ طور پر حکومتی ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں۔ ایک "طالب" محض روٹی پر ہمہ وقت ڈیوٹی دیتا ہے تو ایک طرف اس کا یہ عمل اس کے اخلاص کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ اور دوسری جانب اس سے بڑھ کر یہ قوم کی درخشندہ مستقبل کی نوید بھی ہے۔ مختلف جگہوں پر ڈیوٹی دینے والے "طالبان" سے جب معلوم کیا گیا کہ وہ اس وقت کتنی تنخواہ لے رہے ہیں تو وہ ہنس کر جواب دیتے کہ اس وقت امارت اسلامی کے پاس کسی قسم کے وسائل نہیں ہیں۔ للذا ہم نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر رکھی ہیں۔ درونہ ڈیم پر ۱۰ طالبان کی ڈیوٹی پر ہیں ان سے جب رابطہ کیا گیا کہ ان کے اخراجات کس طرح پورے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمیں دو وقت کا کھانا دیا جاتا ہے اور بس۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ۱۰ طالبان کے ایک دن کا خرچ ایک لاکھ افغانی ہے جو ۱۳۵ روپے کے برابر ہیں جو اسلامی حکومت ادا کرتی ہے۔ (جاری ہے)

دنیا ایک میلہ!

نجیب صدیقی' کراچی

میرے ایک دوست نے میلے میں اسٹال لگایا۔ یہ میلہ دس دن کے لئے لگایا گیا تھا۔ اس میں ہر قسم کے اسٹال کے ساتھ تفریح کے دیگر سامان موجود تھے' کھانے کے ہوٹل بھی تھے' چڑیا گھر بھی تھا' جھولے اور نمائش کے دیگر سامان موجود تھے۔ بجلی کے قمقمے روشن تھے اور پوری نمائش جگمگا رہی تھی۔ لوگ رنگ برنگ کے کپڑوں میں ملبوس میلے کی سیر کر رہے تھے۔ میں اپنے دوست کے اسٹال پر پہنچا تو اس نے میرا خیر مقدم کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے اسٹال کو بانسوں پر کیوں کھڑا کیا ہے۔ پختہ اسٹال کیوں نہیں بنایا۔ اس نے کہا کہ دس روز کا میلہ ہے اس کے بعد سب کچھ اکھڑ جائے گا۔ اس کی زندگی ہی دس دن کی ہے اور ان دس دنوں کو گزارنے کے لئے یہ عارضی بندوبست کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہاری زندگی اس میلے کی زندگی سے بڑی ہے؟ میلے کی زندگی تو دس دن کے لئے متعین ہے' مگر ہماری تمہاری زندگی کے لئے اگلے لمحے کی بات حتمی طور پر نہیں کی جا سکتی۔ میلے کو ذرا وسعت دو اور چشم تصور سے دیکھو کہ یہ دنیا بھی ایک میلے جیسی ہے اس کے لئے کوئی حتمی بات نہیں کی جا سکتی' دنیا کے اس میلے سے ہزاروں اور لاکھوں افراد روزانہ رخصت ہو رہے ہیں۔ کچھ لوگ اس میلے میں داخل ہوتے ہیں اور کچھ لوگ اپنا وقت پورا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ رخصت ہونے والے کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ بچے' جوان' بوڑھے سبھی راہیٔ ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ کاش کہ ہم اس اسٹال کی طرح دنیا کو عارضی سمجھتے۔ بانسوں پر کھڑا ہوا اسٹال دس دن میں گر جائے گا۔ اسی طرح ہم نے جو پختہ اسٹال اس عارضی دنیا میں بنا رکھے ہیں یہ بھی خالی ہو جائیں گے اس میں کچھ دوسرے لوگ آ کر آباد ہوں گے۔ ہمیں یہ اسٹال خالی کرنا پڑے گا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اچانک خالی کرنا پڑے۔

اس اسٹال کو بنانے' سنوارنے اور سجانے میں جو ہماری محنتیں صرف ہوئی ہیں وہ سب رائیگاں ہو جائیں گی' ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ ہمارے ہاتھ وہی آئے گا جو ہم نے آنے والی زندگی کے لئے بھیجا ہے۔ جو لوگ اس شعور سے خالی ہیں وہ سراسر خسارے میں رہیں گے اور جنہیں یہ بات سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے اپنے عمل سے آئندہ آنے والی زندگی کے لئے کچھ توشہ جمع کر لیا تو وہی کامیاب ہوں گے۔

طالبان حکومت مستحکم ہے اور اس کی گرفت مضبوط ہے

امن و امان کی کیفیت ناقابل یقین حد تک مثالی ہے

عدالتیں اپنا کام بڑی تیزی سے سرانجام دے رہی ہیں

دورۂ افغانستان سے واپسی پر تنظیم اسلامی کے وفد کے ایک سینئر رکن

مختار حسین فاروقی' امیر حلقہ جنوبی پنجاب کے تاثرات

تنظیم کی ۲۳ سالہ تاریخ میں کسی بیرونی ملک کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کے لئے جانے والا شاید یہ پہلا وفد ہے جس میں امیر تنظیم کے علاوہ نائب امیر اور ناظم اعلیٰ بھی شامل نہیں ہیں۔ اس وفد میں راقم کو بھی شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس دورے کے مختصر تاثرات پیش خدمت ہیں۔

یہ وفد ۲۲/مارچ کی صبح دس بجے پشاور سے روانہ ہو کر طورخم کے راستے جلال آباد پہنچا جہاں دو روز قیام کے بعد کابل پہنچا' کابل میں چار روز قیام رہا۔ قندھار اور غزنی کا پروگرام بعض وجوہ کی بنیاد پر ممکن نہ ہو سکا۔ واپسی پر جلال آباد سے یہ وفد براستہ طورخم ۳۰/مارچ کی دوپہر گیارہ بجے وطن واپس پہنچ گیا۔

افغانستان کے انتیس صوبے ہیں جن میں سے ۲۲ پر طالبان کا قبضہ مستحکم ہے۔ باقی سات صوبے کمیونسٹوں' حزب وحدت اور ربانی و مسعود کے زیر قبضہ ہیں۔ ملک کے چھ مرکزی شہر ہیں۔ جن میں سے کابل' جلال آباد' ہرات' قندھار اور غزنی طالبان کے پاس ہیں جبکہ چھٹا شہر مزار شریف طالبان مخالف اتحاد کے پاس ہے۔ تجارتی راستے بھی ۹۰ فیصد طالبان کے پاس ہیں' دونوں بین الاقوامی ہوائی اڈے کابل و قندھار طالبان کے زیر کنٹرول ہیں۔ دیگر چھوٹے ہوائی اڈے اور فوجی اہمیت کے ہوائی مستقر بھی طالبان کے پاس ہیں۔

طالبان حکومت کا نظام امیر المومنین کی بیعت پر قائم ہے۔ کابل پر قبضے کے بعد ملک بھر سے ۳۰۰ علماء ہفتے بھر کے لئے قندھار میں جمع ہوئے اور طویل مشاورت کے بعد بالآخر امیر المومنین حضرت ملا عمر مدظلہ کی بیعت سمع و طاعت فی المعروف پر متفق ہو گئے جس کے بعد باقاعدہ بیعت ہوئی۔ امیر المومنین نے ملک میں ایک عبوری ڈھانچہ تشکیل دیا ہے اور وہ خود ہی اس کی نگرانی فرماتے ہیں۔ ملا محمد ربانی صاحب افغانستان کے قائم مقام صدر ہیں اور مختلف شعبوں کے وزراء بھی براہ راست امیر المومنین مقرر فرماتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے لئے مولانا نور محمد ثاقب صاحب کو مقرر فرمایا ہے' یونیورسٹیوں کے چانسلر اور صوبوں کے گورنر بھی براہ راست امیر المومنین ہی مقرر فرماتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ حکومتی عہدے اور طالبان تحریک (پارٹی) کی نمائندگی الگ الگ ہے۔ جہاد کا فریضہ بنیادی طور پر پارٹی کے پاس ہے۔

افغانستان زیادہ تر پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ جنوبی اور مغربی علاقوں میں میدانی اور ریگستانی علاقے بھی ہیں۔ کابل کا شمار دنیا کے بلند ترین مقامات میں ہوتا ہے۔ اگرچہ افغانستان کی سیاست پر شمالی علاقے غالب رہے ہیں تاہم اب قیادت کا مرکز منتقل قندھار میں ہے۔ جلال آباد کا علاقہ وادی کابل پر مشتمل ہے اور زیریں حصہ ہونے کی وجہ سے وسیع علاقہ انتہائی زرخیز ہے۔ کابل چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اگرچہ اس کے گرد کچھ زرعی علاقہ بھی ہے۔ دریائے کابل' کابل شہر اور پہاڑی علاقے سے گزرتا ہوا صوبہ لغمان سے ہوتا ہوا صوبہ قندھار میں داخل ہو جاتا ہے۔

جلال آباد میں ننگرہار کے گورنر ملا کبیر مدظلہ سے ملاقات نہ ہو سکی تاہم نائب گورنر مولانا صدر اعظم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سرکاری مہمان خانہ میں رہائش کا انتظام کیا اور رات ۹ بجے ملاقات کا وقت دیا۔ ملاقات میں دونوں طرف سے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ بعد ازاں جلال آباد یونیورسٹی کے چانسلر عبدالرحیم ثاقب تفصیلی سے ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی اس ملاقات میں بھی خیر سگالی کے جذبات کا اظہار ہوا۔ چانسلر صاحب کو قرآن کالج لاہور کے دورہ کی دعوت بھی دی گئی۔ دوسرے دن ۲۳/مارچ کی صبح یونیورسٹی کے سٹاف سے مزید ملاقاتیں ہوئی' اور اسی دن دس بجے روانہ ہو کر شام چھ بجے کابل پہنچے۔

کابل میں مناسب رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے رہائش گاہ کے انتخاب کے لئے کافی دقت پیش آئی۔ بالآخر ہوٹل کے مالک نے صحیح رہنمائی کی اور وفد خارجی مہمانوں کی رہائش گاہ ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کابل پہنچا جہاں رہائش کا انتظام تھا۔ یہ انتظام اب طالبان کے پاس ہے اور سادگی کا مظہر ہے۔ مولانا حیات اللہ حیاتی اس کے منتظم اعلیٰ ہیں۔

دوسرے دن وزارت خارجہ کے حکام کے ذریعے تفاصیل طے کی گئیں۔ ۲۶ مارچ کو چیف جسٹس مولانا نور محمد ثاقب سے ملاقات ہوئی انہوں نے وفد کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور وضع کے ساتھ ساتھ عدالتی نظام اور طریق کار کی وضاحت فرمائی اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

۲۷ مارچ کو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ صبح وفد کے ارکان نے کابل کے مختلف مقامات کی سیر کی اور شہر کے آباد اور تباہ شدہ حصے دیکھے۔ نماز جمعہ مسجد یعقوب خان میں ادا کی بعد ازاں سٹیڈیم میں قصاص کے طور پر قتل کے دو ملزموں کا سر قلم کیا جانا تھا' وفد کے بیشتر ارکان نے یہ منظر دیکھا۔

۲۸ مارچ کو صبح نائب وزیر تعلیم مولانا عبدالسلام حنفی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات نہایت مفید' مفصل اور پر مغز تھی۔ تمام شرکاء وفد نے موصوف کی حاضر دماغی' اپنے شعبے کے معاملات پر عبور اور انداز بیان کا گہرا تاثر لیا۔

۲۹ مارچ کی صبح افغان صدر ملا محمد ربانی کے نمائندے جناب سید محمد حقانی صاحب سے وزارت خارجہ کے دفتر میں ملاقات ہوئی' ملاقات مختصر' منظم اور الوداعی انداز کی تھی۔ وفد کے ارکان نے اس ملاقات کے بعد واپسی کا سفر اختیار کیا اور رات ۸ بجے جلال آباد پہنچے اور وزارت خارجہ کے مہمان رہے۔ ۳۰ مارچ کی صبح چھ بجے روانہ ہو کر ۱۱ بجے پشاور واپس دفتر حلقہ سرحد میں وارد ہوئے۔

کابل شہر ایک اچھا' صاف ستھرا اور آباد شہر ہو گا۔ ظاہر شاہ کے دور میں ہونے والی ترقی کے واضح آثار نظر آتے ہیں اور الیکٹرک ٹرام کو شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ کے طور پر بچھایا گیا۔ کھلی سڑکیں' بجلی کا انتظام اور جدید سہولتوں کے علاوہ جدید رہائشی بستیاں اور وسیع انڈسٹریل ایریا ترقی کی علامت واضح علامات ہیں۔ مگر کمیونسٹوں کی آمد کے بعد سے اب تک ۲۵ سالوں میں تباہی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا الیکٹرک ٹرام کے کھمبے تک غائب ہیں۔ شہر کے ایک حصے میں مجاہدین اور طالبان کے درمیان خونریز جنگ ہوئی اور پھر مجاہدین کی حکومت کے دوران لوٹ مار کی وجہ سے نصف شہر مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔

طالبان حکومت میں لوٹ مار ختم ہو چکی ہے اور امن کی کیفیت ہے بلکہ ملک دن بدن تعمیر نو کی طرف پیش قدمی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

اہلِ وطن پر خوف کے سائے!

—— از قلم : شمس العارفین ——

یوں تو انسانی تاریخ نام ہی تغیرات کا ہے مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ دورِ جدید میں تبدیلیوں کی رفتار پہلے سے کئی گنا تیز ہے۔ اس کی بنیادی وجہ سائنسی و تکنیکی ایجادات بالخصوص ذرائع مواصلات و ابلاغ کا پھیلاؤ ہے جس نے ردِ عمل کے وقت کو بہت مختصر کر دیا ہے۔ چنانچہ پہلے جو واقعات ہفتوں میں منظرِ عام پر آتے تھے اب منٹوں میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ بیسویں صدی میں کئی اہم تبدیلیاں واقع ہوئیں مثلاً دو عظیم عالمی طاقتوں' سلطنت عثمانیہ اور بالشویک روس کا خاتمہ' دو عالمی جنگیں برپا ہونا' کمزور ممالک بالخصوص مسلمان خطوں کی آزادی' سرد جنگ کا آغاز و اختتام۔ انہی تاریخی تبدیلیوں کے ضمن میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے ایک آزاد مملکت کا قیام ایک اہم واقعہ ہے' جس سے اس خطے کے مستقبل پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

جنوبی ایشیا کے دو بڑے مذاہب اسلام اور ہندومت کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اور سیاسی کشمکش اگرچہ ابتداء ہی سے موجود رہی ہے مگر انگریزوں کے ہندوستان میں "درود" کے بعد اس کشاکش میں اضافہ ہوتا چلا گیا' جو بالآخر ہندوستان کی تقسیم پر منتج ہوئی۔ اس پس منظر میں قیام پاکستان کے اصل محرکات کا جائزہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سوال کے علمی' سیاسی اور مذہبی حلقوں کے پاس مختلف جوابات ہیں لیکن ہم اس سلسلے میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی رائے کو زیادہ درست سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلے کو سلجھانے کے لئے اپنی کتاب "استحکام پاکستان" میں ایک بلیغ تمثیل بیان کی ہے ان کے خیالات کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

"اس مسئلے کی تین جداگانہ سطحوں کو پانی کی تین مختلف سطحوں کی تمثیل سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پانی کی ایک سطح تو وہ ہے کہ پانی دریاؤں اور ندی نالوں کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ پانی کی دوسری سطح وہ ہے جہاں سے کنوؤں' ہینڈ پمپوں کے ذریعے نکالا جاتا ہے جبکہ پانی کی تیسری سطح وہ ہے جو سطح زمین سے کئی سو فٹ نیچے ہے۔ بالکل اسی طرح قیام پاکستان کے محرکات کو تین سطحوں پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کی پہلی سطح یہ ہے پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا' اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں۔ دوسری سطح کا تعین اس سوال کی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ تحریک پاکستان کا اصل جذبۂ محرکہ کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک چھوٹی قوم کا یہ خوف اور خدشہ کہ اس سے کئی گنا بڑی قوم اس کے ساتھ انصاف کا معاملہ نہیں کرے گی۔ سیاسی' معاشی' سماجی' تہذیبی و ثقافتی سطح پر استحصال کر کے اس کا تشخص ختم کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس خوف کا ادراک ہر طبقے کے مسلمانوں کو اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر ہو رہا تھا۔ تیسری اور سب سے گہری سطح کا تعین یہ سوال کرتا ہے کہ اس چھوٹی قوم کی قومیت کی بنیاد کیا تھی۔ تو اس کا جواب ہے مذہب۔ اس لئے اس قوم کو جمع کرنے کے لئے پاکستان کا مطلب کیا' لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگایا تھا"۔

احوالِ وطن

گویا تحریک پاکستان کا اصل جذبۂ محرکہ ایک چھوٹی قوم (مسلمان) کا ایک بڑی قوم (ہندو) سے خوف تھا۔ اس خوف کے شجر زقوم نے کب جڑ پکڑی اور کب اپنے تاریک سائے پھیلائے۔ اس کے جواب کے لئے ہمیں تاریخ کے اوراق کا مختصر جائزہ لینا ہو گا۔ اہل عرب اور ہندوستان کے باشندوں کے تعلقات اگرچہ کافی قدیم تھے مزید برآں عرب مسلمان تاجروں کے ہندوؤں سے میل جول کی بدولت جنوبی ایشیا میں کسی قدر اسلام کی اشاعت بھی ہو رہی تھی لیکن سیاسی اور عسکری طور پر اسلام اس خطے میں آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کے حملے کے بعد داخل ہوا۔ یہاں مضبوط قدم جمانے اور باقاعدہ منظم اور پائیدار حکومت بنانے میں مزید تین صدیوں کا عرصہ لگا۔ بالآخر گیارھویں صدی عیسوی میں شہاب الدین غوری نے ایک مضبوط مسلم سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ مسلمان حکمرانوں کو مقامی باشندوں کی طرف سے مسلسل سیاسی و مذہبی مزاحمت کا سامنا رہا مگر غالب قوم ہونے کی وجہ سے وہ تمام چیلنجز کا کامیابی سے مقابلہ کرتے رہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی سطح پر عظیم چیلنج کا سامنا اس وقت ہوا جب وہ اپنی سیاسی قوت کے بام عروج پر تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم کا دور جہاں سیاسی و عسکری اور معاشی سطوت کا دور تھا وہیں مسلمانوں کے لئے مذہبی خطرات کا زمانہ بھی ثابت ہوا۔ یہ خطرات خارجی سے زیادہ داخلی تھے۔ اکبر کی حد سے بڑھی ہوئی ذہانت' علم سے کورا پن' ہندوستان کے مخصوص معاشرتی و ثقافتی حالات' ہندو امراء کا دربار میں بڑھتا ہوا اثر' علماء کی تفرقے بازی اور چاپلوسیاں۔ ان عناصر نے مل کر شہنشاہ کو "دین الٰہی" کے نام سے ایک نیا مذہب متعارف کروانے کی طرف راغب کیا۔ اس خطرے کا مقابلہ امراء اور علماء کے طبقے کی نامور شخصیتوں نے خوب کیا۔ اس سلسلے میں شیخ احمد سرہندی کا نام سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ شیخ مجدد نے نہ صرف درباری بدعتوں پر کاری ضرب لگائی بلکہ جارحانہ ہندومت کے احیاء کے بڑھتے ہوئے خطرے کی نشاندہی بھی کی۔ وہ ہندوستان کے پہلے صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے ہندوؤں کے خلاف درشت لہجہ اختیار کیا۔ ہندو احیائی عمل کے خلاف مجدد الف ثانی کا یہ سخت رویہ ان کے اندرونی خوف کی نشاندہی کرتا ہے جو ان کو مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کے بارے متاثر ہونے کے بارے میں لاحق تھا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کو زیادہ گمبھیر مذہبی و ثقافتی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ وہ سیاسی اعتبار سے انتشار کا شکار ہو چکے تھے۔ مرہٹے اور انگریز سیاسی و عسکری میدان میں ان کے مضبوط حریف تھے۔ مسلمان اس دور میں سیاسی و مذہبی اور ثقافتی گراوٹ میں مبتلا تھے۔ ان کے تشخص کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ اس دور میں شاہ ولی اللہ جیسی عظیم شخصیت نے مسلمانوں کی علمی و مذہبی سطح پر راہنمائی کی۔ جب انہوں نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر منتشر پایا تو احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی۔ اس نے شاہ صاحب کی آواز پر لبیک کہا۔ مرہٹوں کی فوجی طاقت احمد شاہ ابدالی سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔ اس حملے سے مسلمان مستقبل میں کوئی فائدہ تو حاصل نہ کر سکے لیکن ایک طرف تو کمزور ہو کر نابود ہو گئے تو دوسری طرف مسلمانوں کو کچھ سکون میسر آ گیا۔ اٹھارہویں صدی کے سیاسی و معاشرتی انتشار نے مسلمانوں کے اندر ابھرنے والے خوف کو ہوا دی۔

شاہ صاحب کی وفات کو ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری تھی کہ انگریز پورے ہندوستان پر قابض ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کی سیاسی قوت ختم ہو چکی تھی' اب وہ حکمران سے غلام بن گئے تھے۔ سیاسی و مذہبی سطح پر اب انہیں پہلے سے بھی کہیں زیادہ بڑے چیلنجز کا سامنا تھا۔ انگریز کے استبداد اور ہندو کی مکاری کی بدولت مسلمان کئی اندیشوں میں مبتلا تھے۔ انہیں اپنے تشخص کے مسخ ہو جانے کا خوف پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ فوری طور پر اس خوف کے بالمقابل دو ردِ عمل سامنے آئے۔ قدیم علماء کے طبقے نے جب دیکھا کہ وہ سیاسی طور

پر انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ اپنے مذہبی' علمی و تہذیبی ورثے کے تحفظ کے لئے کونے کھدروں میں بیٹھ جائیں اور اپنے سلف کی روایات کو کسی بیرونی اثر سے بچانے کی کوشش کریں۔ جبکہ دوسرے طبقے کا خیال یہ تھا کہ میدان میں رہ کر انگریز اور ہندو کی یلغار کا مقابلہ کیا جائے۔ یہ لوگ جدید تعلیم سے آراستہ تھے اور مغربی تہذیب سے مرعوب' چنانچہ ان کا رویہ زیادہ تر معذرت خواہانہ رہا' ان سب میں سرسید احمد خان مرحوم کی شخصیت بالخصوص قابل ذکر ہے۔ انہوں نے ہی جدید تعلیم یافتہ طبقے کو انیسویں صدی میں سب سے زیادہ متاثر کیا اور اب تک ان کے اثرات محسوس کئے جا رہے ہیں۔ ۱۸۶۷ء میں اردو ہندی تنازعے کے دوران ہندوؤں کے متعصبانہ رویئے نے سرسید کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر کانگریس سے علیحدہ رہنے کی تاکید کی۔ مبادا ہندو اکثریت کے زیر اثر مسلمان اپنے تشخص سے محروم نہ ہو جائیں۔ ان کے نظریات کی یہ رو علی گڑھ کے اندر برقرار رہی۔ سرسید کے انتقال کے بعد خوف کی نفسیات کے ہی سائے تلے مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی جو کہ ان کے نظریات کا عکس تھی۔ تحریک خلافت کے بعد جوں جوں ہندو مسلم کشیدگی کی خلیج میں اضافہ ہوتا گیا توں توں خوف کی یہ تہہ دبیز ہوتی چلی گئی۔ مسلم لیگ کی تمام جدوجہد مسلمانوں کے قومی تشخص کے تحفظ کے لئے تھی' اس کی بنیاد اکثریت کی عصبیت کا خوف تھا۔ اگست ۷ ۱۹۴ء کو قائد اعظم کی کرشماتی شخصیت' مسلمانوں کی قربانیوں اور اللہ کے خصوصی فضل کی بدولت معجزانہ طور پر پاکستان دنیا کے نقشے پر وجود میں آیا۔ مشرقی پنجاب اور ہندو اکثریت کے دیگر علاقوں سے جو لوگ ہجرت کر کے پاکستان آئے ان کے ساتھ جیسا سلوک ہندو اور سکھ عسکریت پسندوں نے کیا وہ محتاج بیان نہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندو لیڈروں نے قیام پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ بھارت کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ دو قومی نظریئے کی حقیقت کو کسی طرح باطل ثابت کیا جائے اور علاقے میں اپنا سیاسی و عسکری تسلط قائم کیا جائے۔ اس کے دو بڑے ثبوت بنگلہ دیش کے قیام کی کامیاب سازش اور کشمیر میں بھارتی مظالم ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد جنوبی ایشیا کے مسلمان بالخصوص اہل پاکستان ہندو استحصال سے محفوظ تھے لیکن ایک متعصب دشمن ہمسائے کی موجودگی کا خوف ہمیں ان کے اعصاب پر سوار رہا۔ مگر یہ خوف اس نوعیت کا نہیں تھا جس کا سامنا انہیں دور غلامی کے دوران رہا۔ چنانچہ اہل پاکستان اپنے نظریات کے مطابق ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لئے آزاد تھے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو پاکستان میں سیاسی' معاشی اور سماجی انصاف کا دور دورہ ہوتا اور بنگلہ دیش کے قیام کی نوبت بھی نہ آتی۔ شروع میں ہندو استحصال کا خوف کم ہو گیا اور مسلم قومیت کا جذبہ بھی سرد پڑنے لگا تو نسلی' لسانی' علاقائی اور مذہبی عصبیتوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں صرف ۲۴ سال بعد ہمارا مشرقی بازو ہم سے کٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ مذکورہ عصبیتوں کے نتیجے میں مسلمانان پاکستان اپنے ہی ہم مذہب اور ہم وطن لوگوں سے خوف کھانے لگے۔ یہ خوف کی ایک نئی جہت تھی جبکہ ہندوستان کا خوف پہلے سے موجود تھا۔ معاشی استحصال جس کا آغاز بھی قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہو گیا تھا اہل اقتدار کی لوٹ کھسوٹ نے اس میں دوچند اضافہ کر دیا۔ اب حال یہ ہے کہ ملک عالمی مالیاتی اداروں کے ہاتھ تقریباً گروی رکھا جا چکا ہے۔ اس سے اہل وطن بری طرح معاشی بدحالی کے خوف میں مبتلا ہیں' اس معاشی خوف نے جہاں اجتماعی سطح پر قوم کی یاسیت میں اضافہ کیا ہے وہیں انفرادی سطح پر لوگ حرص اور لالچ کا شکار ہو کر بے ایمان' وعدہ خلاف' بددیانت اور موقع پرست بن چکے ہیں۔ پاکستانیوں کے خوف کی ایک اور جہت سیاسی ہے۔ مقتدر قوتوں کی باہمی سازشوں' بار بار کے مارشل لاؤں' طاقت کے حصول کے لئے جائز و ناجائز ذرائع کا استعمال' آئین کی ناپاسداری' عدلیہ کے معاملات میں مداخلت جیسے عوامل نے ملک سیاسی طور پر غیر مستحکم بنا دیا ہے۔ چنانچہ آئے دن کے سیاسی و انتظامی بحران پاکستانیوں کو خوف میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔

خوف کی صرف درج بالا جہتیں ہی نہیں ہیں بلکہ قومی زندگی کے اور بھی کئی گوشے ایسے ہیں جو ہمارے لئے خوف کا باعث ہیں۔ پیچ در پیچ مسائل کی دھند خوف کے سایوں کو وسیع تر کرتی چلی جا رہی ہے۔ ہمارے حکمران مسائل کے حل کے لئے نئے نئے فارمولے پیش کرتے رہتے ہیں۔ جن میں بعض مختصر المیعاد اور کچھ بزعم خود طویل المیعاد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم منصوبہ قوم کو کھیلوں' جشنوں اور میلوں ٹھیلوں میں مصروف رکھنا ہے۔ ان سے بظاہر لوگ بڑے خوش و خرم نظر آتے ہیں لیکن انفرادی و اجتماعی مسائل نے انہیں اندرونی طور پر کئی اندیشوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کسی حقیقی طویل المیعاد منصوبے کی عدم موجودگی کی بدولت قوم بے یقینی کا شکار ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس وقت قوم کو کسی ایسے منصوبے کی ضرورت ہے جو اسے خوف کی موجودہ حالت سے نکالے اور اس کے یقین کو بحال کرے۔ خوف کی حالت سے نجات کا بہترین طریقہ اللہ کی جناب میں انفرادی و اجتماعی توبہ اور خوف آخرت کو دل میں اجاگر کرنا ہے۔

ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کی دعوتی سرگرمیاں

مولانا غلام اللہ حقانی نے ۸/اپریل کو اسرہ کنوڑی کے رفقاء کی دعوت پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کیں اور پبلک اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ حضور ﷺ کا بحیثیت معلم سب سے بڑا کارنامہ تاریخ کا وہ عظیم انقلاب برپا کرنا ہے' جس میں انسانیت گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی۔ مولانا نے انقلابات عالم کا انقلاب محمدیؐ سے موازنہ کر کے ثابت کیا کہ اگر انقلاب کی اصطلاح کسی انقلاب پر بتمام و کمال صادق آ سکتی ہے تو وہ ان انقلاب محمدیؐ ہی ہے۔

حقانی صاحب نے کہا کہ مروجہ جمہوری طریقہ کار تو انقلاب برپا کرنے کے لئے مفید ہونے کی بجائے نہایت مضر ہے' اس سے استعدادات اور توانائیاں ضائع ہونے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔

انتقال پر ملال

- تنظیم اسلامی ملتان کے رفیق جناب نور الحسن کے والد گرامی مولانا عبد الستار اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ان کی مغفرت کے لئے دعا کی پرزور درخواست ہے۔
- تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی کی والدہ محترمہ گزشتہ ہفتے انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔
- ملتزم رفیق تنظیم اسلامی محمد صدیق (کمبل' سوات اسرہ سواڑی) کے والد صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضرورت ہے

لاہور کے ایک اہم علاقے کی جامع مسجد کے لئے ہمہ وقت خادم کی ضرورت ہے جو ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض نبھانے کے ساتھ ساتھ اچھی اذان بھی دے سکتا ہو۔ تنظیم اور تحریک خلافت کے وابستگان کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: معرفت مدیر ندائے خلافت
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

اطلاع منتقلی دفتر لاہور جنوبی

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا دفتر 1/187 سٹلج بلاک' مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سے 866 این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور پر منتقل ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں۔

اوقات دفتر: 6 بجے شام تا 9 بجے

رفقاء اُسرہ پنڈی گھیپ کی سرگرمیاں

حلقہ شمالی پنجاب کے ناظم جناب شمس الحق اعوان کی ہدایت پر تنظیم اسلامی حلقہ امارات (U.A.E) کے ناظم تربیت جناب مشتاق احمد مع اپنے تین رفقاء اُسرہ گوجر خان کے دو روزہ دورے پر پنڈی گھیپ پہنچے۔

نماز ظہر کے بعد تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ کے دفتر میں ان کا پہلا دعوتی پروگرام ہوا۔ نماز عصر کے بعد مقامی اُسرہ کی جانب سے ایک مظاہرہ کا پروگرام ہوا جو دفتر سے شروع ہو کر شہر کی مرکزی جگہ کمیٹی چوک میں ختم ہوا' اس مظاہرہ کی قیادت مہمانان گرامی نے کی۔ رفقاء نے ہینڈ بل تقسیم کئے' مظاہرہ میں بینرز اور ٹی بورڈ بھی استعمال کئے گئے۔ ہینڈ بل پر "اب بھی نہ جاگے تو" کا عنوان درج تھا۔

بعد ازاں کمیٹی چوک میں کارنر میٹنگ کے انداز میں مہمان گرامی نے ہینڈ بل پر درج نکات کی وضاحت کی۔ انہوں نے بی جے پی کی بھارتی حکومت کے عزائم' ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قرضے' دہشت گردی' لسانی و صوبائی عصبیتیں اور پختون خواہ کا مسئلہ جیسے موضوعات پر تقریر کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ بذریعہ الیکشن اسلام نافذ کرنے کی دو کوششیں ہوئیں اور دونوں ناکام رہیں۔ یہ دونوں مثالیں الجزائر اور ترکی کی ہے جبکہ بذریعہ انقلاب تین کوششیں ہوئیں اور تینوں کامیاب رہیں۔ یہ ممالک سوڈان' ایران' اور افغانستان ہیں۔ اسی سنت نبویؐ پر عمل کرکے ہی ہم اپنی منزل حاصل کرسکتے ہیں۔

بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی میں "فرائض دینی کا جامع تصور" کے عنوان پر مشتاق صاحب نے خطاب کیا۔ (رپورٹ : محمد عارف)

اُسرہ پنڈی گھیپ کا تربیتی اجتماع

اُسرہ پنڈی گھیپ کا تربیتی اجتماع ۲۱/ مارچ کو دفتر تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں مذاکرے کی شکل میں رفقاء نے "انقلابی کارکنوں کے اوصاف" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

حافظ شفیق احمد اعوان نے سیرت مطہرہؐ اور سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں کارکنوں کے اوصاف پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ روئے زمین پر کامل انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ ہی لے کر آئے تھے لہٰذا ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جماعت صحابہ کے اوصاف کیا تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر جو اوصاف تھے وہی اعلیٰ اوصاف ہمارے لئے بھی مشعل راہ ہیں' ان میں ایمان کی پختگی' اپنے نظریئے سے کامل آگاہی شامل ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ موجودہ جماعتوں کے کام کا جائزہ اور اپنی تنظیم کے کام کو ان کے کام کے مقابل رکھ کر جائزہ لینا ہوگا کہ ہم کیا کررہے ہیں اور کیا کرنا چاہئے۔

نقیب اُسرہ محترم محمد امین نے اپنی گفتگو کا آغاز سورۂ فتح کی آخری آیت سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ باہمی محبت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ سب سے مضبوط تعلق تو دین کا تعلق ہے' سب سے مضبوط رشتہ تو دین کا رشتہ ہے۔ نقیب اُسرہ کے بعد ہمارے سینئر رفیق جو کہ ابوظہبی میں ملازمت کرتے ہیں اور ان دنوں چھٹیوں پر گھر آئے ہوئے ہیں' نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ محترم ظہور احمد صاحب نے گفتگو کے آغاز میں سورۂ بقرہ اور سورۂ توبہ کی آیات کی تلاوت کی۔ ان کی گفتگو کا حاصل اپنے نظریئے پر پختہ یقین اور دعوت کو پھیلانے کی خاطر قربانیاں دینے کے جذبے کو اجاگر کرنا تھا۔ انقلابی کارکنوں کو درپیش آنے والے مختلف حالات اور ان کے مطابق قرآنی ہدایات کو بیان کیا تاکہ رفقاء اِن حالات سے قرآن کی روشنی میں عہدہ برآں ہوسکیں۔ بعد ازاں جناب مولانا غلام مرتضیٰ نے انقلابی کارکنوں کے اوصاف پر روشنی ڈالتے ہوئے انقلابی کارکنوں کے اوصاف پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی۔

محترم محمد اقبال نے بھی اپنی گفتگو میں چند مزید پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے نئے اسلوب سے انقلابی کارکنوں کے اوصاف بیان کئے۔ (مرتب : حافظ شفیق احمد)

حلقہ پنجاب شرقی کے امراء کا مشاورتی اجلاس

۲۶ مارچ کو حلقہ پنجاب شمالی کے دفتر میں حلقہ کی تنظیموں کے امراء کا مشاورتی اجلاس لاہور غربی کے امیر حافظ علاؤ الدین کی تلاوت سے شروع ہوا۔ امیر حلقہ نے عربی گرامر کے امتحان' رفقاء کی اعانت اور سہ ماہی تنظیمی رپورٹ کے حوالے سے رفقاء کو ضروری ہدایات دیں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ امیر حلقہ فیاض حکیم صاحب ہرماہ مقامی تنظیم کے امیر سے ملاقات کیا کریں گے۔

حلقہ کے علاقہ میں قائم ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ سے خصوصی ملاقات کے لئے تنظیموں کو مقامی سطح پر گروپ کی شکل دی گئی۔ اسی طرح کالج کے پرنسپل اور اساتذہ سے بھی دعوتی ملاقات کا فیصلہ ہوا۔ مقامی تنظیم کے علاقہ میں انجمن کے اراکین سے رابطہ کرنے کا فیصلہ بھی ہوا تاکہ وہ تنظیم کے دعوتی پروگراموں میں شریک ہوسکیں۔

حلقہ کے تحت ۱۹ / اپریل کو ریلی کا پروگرام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مشاورتی اجلاس میں امیر حلقہ جناب فیاض حکیم' ناظم مالیات محمد نواز سیال' ناظم نشرواشاعت نوید احمد حنفی' معتمد حلقہ جناب محمد راشد' لاہور شمالی کے ناظم جناب طارق جاوید' لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی' لاہور جنوبی کے امیر جناب غازی محمد وقاص' لاہور شرقی کے نائب امیر جناب محمد اشرف بیگ' لاہور کینٹ کے امیر جناب وسیم احمد اور لاہور غربی کے امیر حافظ علاؤ الدین شریک ہوئے۔

امیر حلقۂ سندھ وبلوچستان کا تنظیمی دورہ

امیر حلقۂ سندھ وبلوچستان نے ۲۰ مارچ ۹۸ء کو تنظیم اسلامی غربی کراچی کا دورہ کیا۔ اس دورہ کا مقصد تنظیم کے رفقاء سے ذاتی ملاقات کرنا اور رفقاء میں موجود تساہل کی وجوہات معلوم کرکے اس کے ازالے کی کوشش کرنا تھا۔ راقم اور امیر حلقہ جمعۃ المبارک کی صبح دس بجے غربی تنظیم کے رفیق جناب ہمایوں اختر صاحب (جو کہ نقیب اُسرہ بھی ہیں) کے گھر پہنچے' امیر حلقہ نے ان سے تنظیمی امور پر گفتگو کی۔ نماز عصر تک تنظیم کے اکثر رفقاء کے گھروں پر جاکر ملاقات کی اور انہیں بعد نماز مغرب اجتماع میں شرکت کی دعوت دی تاکہ تنظیمی امور پر اُن سے گفتگو کی جاسکے۔

بعد نماز مغرب خصوصی اجتماع کا آغاز ہوا۔ پروگرام کے آغاز میں امیر غربی نے تنظیم کی کیفیت کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ ان کے خطاب کے بعد امیر حلقہ نے گفتگو کی۔ انہوں نے رفقاء کو یاد دلایا کہ تنظیم میں آنے کا مقصد کیا تھا اور ہماری جدوجہد اصلاً کس لئے ہے؟ رفقاء نے عہد کیا کہ آئندہ وہ اپنی کوتاہیوں پر قابو پانے کی کوشش کریں گے۔ (مرتب : محمد عمران خان' کراچی)

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کا تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے رفقاء کا شب بیداری پر مشتمل پروگرام بعد نماز مغرب مرکز تنظیم اسلامی گجرات میں شروع ہوا۔ تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے امیر جناب شمس العارفین نے پروگرام کی تفصیلات بیان کیں۔ اُسرہ کھاریاں کے نقیب جناب جمشید رضا گجر نے "آخری منزل کی طرف" کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حاضرین کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔ اُسرہ ڈسکہ کے نقیب جناب محمد اقبال نے "رفقاء کے باہمی تعلقات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ نماز عشاء اور کھانے کے وقفے کے بعد امیر محترم کا ویڈیو کیسٹ بعنوان "جانشین کا اعلان" دیکھا گیا۔ شیخوپورہ کے نقیب اُسرہ محمد شاہ نواز نے سونے کے آداب بیان کئے اور نماز تہجد کے لئے تمام رفقاء کو وقت پر بیدار کرنے کی ذمہ داری لی۔ نماز تہجد کے بعد تنظیم اسلامی گجرات کے امیر جناب عبدالروف نے تجوید کی کلاس لی اور نماز فجر کے بعد حافظ مشتاق ربانی نے "دنیا اور آخرت کا تقابل" کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ ناشتہ اور آرام کے بعد امیر محترم کا ویڈیو کیسٹ "اقامت دین اور اِس کا طریقۂ کار" دیکھا گیا۔

حلقہ کے ٹیچرز اور پروفیسرز حضرات کی میٹنگ ہوئی جس میں محکمہ تعلیم سے وابستہ حضرات تک تنظیمی فکر پہنچانے کے طریقہ کار پر غور کیا گیا۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ ریٹائرڈ پرنسپل جناب محمد بشیر نے حلقہ گوجرانوالہ کے ٹیچرز اور پروفیسرز حضرات کے شعبہ کی امارت کی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔ (رپورٹ : محمد ارشد)

بقیہ : مشاہدات و تاثرات

کر رہا ہے۔ شہر میں صفائی اور دوسری ضروری سہولیات کی فراہمی روز بروز بہتری ہو رہی ہے۔ کہیں کہیں مکانوں اور دکانوں کی مرمت بھی ہو رہی ہے جو عوام کے موجودہ حکومت پر اعتماد کی مظہر ہے۔ اگرچہ غربت بہت ہے اور عام افغانی فاقہ کشی سے دوچار ہیں مگر شہر میں ضروریات زندگی وافر ہیں مگر عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہیں۔ پاکستانی روپیہ ۳۵ء۷ افغانی کے برابر ہے گویا سات افغانی ایک پیسہ کے برابر ہیں۔ ایک نان ۳۰۰۰ افغانی کا اور قہوہ ۲۵۰۰ افغانی کے برابر ہے۔ آدمی کا خرچ قوت لایموت کی حد تک ۶۰۰۰ تا ۸۰۰۰ افغانی ہے۔ تنخواہیں بھی بہت کم ہیں۔ جلال آباد یونیورسٹی کے پروفیسر ۸ لاکھ افغانی (۱۰۸۰ = ۸×۱۳۵) ماہانہ جبکہ چانسلر ۱۲ لاکھ افغانی ماہانہ تنخواہ لے رہے ہیں۔ ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کو ۲۰۰۰۰۰ افغانی ماہانہ مل رہے ہیں۔ ہوٹل کے باورچی کی تنخواہ بھی کھانے کے علاوہ ۲ لاکھ افغانی ہے۔ جبکہ فوجی طالبان کو ۳ لاکھ افغانی ماہانہ کھانے کا خرچ اور ایک لاکھ افغانی جیب خرچ ملتا ہے۔

طالبان حکومت مستحکم ہے اور اس کی گرفت مضبوط ہے۔ امن و امان کی کیفیت ناقابل یقین حد تک مثالی ہے۔ طالبان حکومت کے دور میں اسلامی حدود کی نفاذ سے چوری اور قتل کے اکاذکا واقعات میں فوری انصاف اور سزا سے لوگوں میں اعتماد کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ عدالتیں اپنا کام تیزی سے انجام دے رہی ہیں' تعلیمی ادارے اگرچہ بند ہیں تاہم پالیساں تیزی سے بن رہی ہیں اور قدیم و جدید تعلیم کا امتزاج پیدا کر کے ایک نیا نظام رائج کیا جا رہا ہے جس میں ایف اے تک فنی اور دینی تعلیم لازمی اور مفت ہو گی جس کے بعد طالب علم انجینئرنگ' ڈاکٹری اور دینی شعبوں میں حسب خواہش جا سکے گا۔

۹۔ ہمارے لئے طالبان حکومت کی حمایت کے علاوہ ان کے وفود کو یہاں بلا کر ان کا تعارف کرانا افغانستان کی بڑی خدمت ہو گی۔ وہاں کے تعلیمی اور دیگر وفود کو یہاں بلا کر وہاں کی اسلامی اقدار کی بحالی کا تذکرہ ایمان پرور معاملہ ہو گا اور شاید یہاں کے لئے لوگوں میں بھی جذبہ عمل بیدار کرنے کا ذریعہ بن جائے۔ ان حضرات کی سادگی (جبری بھی ہو سکتی ہے) بہرحال مسحور کن ہے اللہ کرے کہ یہ دیرپا ہو۔ معیشت کی بحالی کے بعد بھی یہ لوگ اسی طرح سادہ زندگی کے نمونے سامنے لاتے رہیں تاکہ جذبہ عمل سرد نہ پڑنے پائے۔

تنظیم اسلامی کی طرف سے ایک اور وفد بہت جلد قندھار جانا چاہئے تاکہ طالبان کی خواہش کے مطابق امیر المومنین ملا عمر مدظلہ سے ملاقات کر سکے۔ بعد [illegible] رفقاء کی تربیت' [illegible] مشاہدہ کے [illegible] جاتیں۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پاکستان ناقابل تسخیر ملک بن چکا ہے۔ (نواز شریف)

✪ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی مالیاتی غلامی کے ہوتے ہوئے بھی!

☆ اسلامی نظام کی مخالفت کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (جے یو پی کا اعلان)

✪ اور ایسے لوگوں کا ساتھ دینے والے؟

☆ بے نظیر کو غوری نہیں بلکہ "زرداری" میزائل کی وجہ سے فارغ کیا گیا۔ (مشاہد حسین)

✪ زرداری میزائل کو کب چھوڑا جائے گا!

☆ عید قربان پر سب سے زیادہ کھالیں لشکر طیبہ کو ملیں۔ (حافظ سعید)

✪ جماعت اسلامی کے لمحۂ فکریہ!

☆ امریکہ طالبان حکومت کو تسلیم کر لے۔ (افغان سفیر کا مطالبہ)

✪ پھر "انسانی حقوق" کا کیا بنے گا؟

☆ ہمارے دور میں قاضی عدالتیں لگیں گی' قرآن کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ (بے نظیر)

✪ "کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا"

☆ حکومت بین الاقوامی نرخوں کے مطابق تیل سستا کرے' بجلی سستی ہو جائے گی۔ (پیپلز پارٹی)

✪ معقول مشورہ ہے' اس پر لازماً عمل کیا جانا چاہئے۔

☆ حکومت ناکام ہو چکی ہے لہٰذا اقتدار چھوڑ دے۔ (طاہر القادری)

✪ ....ناکام سیاست دانوں کا "پکا راگ"

☆ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ اندر سے دونوں ایک ہیں۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

✪ مولانا اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ

☆ میں نے بھی غوری میزائل بنانے کی تجویز دی تھی۔ (مولانا عبد الستار نیازی)

✪ بے نظیر کو یا نواز شریف کو

☆ بے نظیر کو ٹی وی پر دکھایا جا سکتا ہے' طاہر القادری کو نہیں۔ (چیئرمین پی ٹی وی' پرویز رشید)

✪ قادری صاحب! کہہ سکتے ہیں "جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں!"

☆ خدمت کمیٹیوں کا کوئی فائدہ نہیں' تبدیلی عوامی انقلاب کے ذریعے آئے گی (قاضی حسین احمد)

✪ اور انقلاب الیکشن کے راستے سے آئے گا!!

☆ ایلیٹ فورس کے ۹ جوان پاسنگ آؤٹ پریڈ کے دوران بے ہوش ہو گئے۔

✪ "ایلیٹ فورس" زندہ باد۔

☆ خدمت کمیٹیاں غیر قانونی' غیر آئینی اور غیر اسلامی ہیں۔ (نوابزادہ نصر اللہ خان)

✪ میاں نواز شریف غالباً ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالنا چاہتے ہیں۔

☆ ۲۳ دینی جماعتوں نے نفاذ شریعت کے لئے تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔

✪ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے' یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

☆ بچے پیدا کرنے کا اختیار عورت کے پاس ہو تو چائلڈ لیبر سمیت کوئی مسئلہ نہیں ہو گا (عاصمہ جہانگیر)

✪ معلوم نہیں عاصمہ جہانگیر صاحبہ ایسی "دانشورانہ" باتیں کیوں کرتی ہیں؟

☆ مسلم لیگ کے اتحاد میں کرپٹ سیاستدانوں کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ (میاں یاسین وٹو)

✪ اس لئے کہ پہلے ہی "ہاؤس فل" ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۱۴
سالانہ زرِ تعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳۔۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

عالم اسلام ظلم و تشدد کا نوٹس لے، برمی مسلمانوں کی اپیل

برما میں مسلم اکثریت کے صوبہ اراکان میں ظلم و تشدد کا عالم اسلام نوٹس لے اور عالمی برادری میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے۔ یہ بات برما سے آئے ہوئے مسلمانوں کی تنظیم کے ارکان نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ اب تک برما سے ۳۰ لاکھ سے زائد مسلمانوں کو نکال دیا گیا ہے اور برما کے مسلمان انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا عالم اسلام ہماری حالت زار پر عالمی برادری کو متوجہ کرے۔

بوسنیائی کروٹوں نے مسجد کو آگ لگا دی

بوسنیا میں گزشتہ روز کروشیائی باشندوں نے ایک مسجد کو نذرِ آتش کر دیا جس سے علاقے میں مسلمانوں اور کروشیائی لوگوں میں دوبارہ سخت کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ واضح رہے کہ آگ مرکزی بوسنیا کے ایک گاؤں کی مسجد میں لگائی گئی۔ حکام علاقے میں کشیدگی کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دہلی: ہندو جنونیوں کا سعودی سفارت خانے پر حملہ

بھارت کی ہندو انتہا پسند جماعت شیو سینا کے درجنوں کارکنوں نے گزشتہ دنوں سعودی سفارت خانے پر حملہ کر کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ ڈالیں اور کلمہ طیبہ والے سعودی پرچم کو جلانے کی ناپاک کوشش بھی کی۔ حملہ آوروں کی قیادت شیو سینا کے مقامی رہنما جے بھگوان گوتیل کر رہے تھے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مقامی پولیس اطلاع کے باوجود تاخیر سے پہنچی۔

ویٹی کن سٹی میں اسلامی فن پاروں کی نمائش

دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عیسائی رومن کیتھولک فرقے کے مرکز "ویٹی کن" سٹی میں اسلامی آرٹ کی ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں عظیم الشان قرآنی آیات کے نمونے اور دین اسلام کی نمائندگی کرنے والے دوسرے قیمتی فن پارے رکھے گئے۔ بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق یہ فن پارے معروف خطاط اور آرٹسٹ احمد مصطفیٰ کی تخلیق ہیں۔ وہ پہلے مصور ہیں جنہیں پاپائے روم نے عیسائیت کے مرکز میں اسلامی فن پاروں کی نمائش کی اجازت دی۔ اس نمائش میں قرآنی آیات کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ نمائش میں اصل مرکز نگاہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ۹۹ صفاتی اسمائے مبارک ہیں۔ بی بی سی کے نامہ نگار کے مطابق رومن کیتھولک چرچ نے دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کے مظالم کے وقت جو سرد مہری والا رویہ اختیار کیا، اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کے بعد اب رومن کیتھولک نے اسلام کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔

بھارتی مسلمانوں کو ہندو ثقافت اپنانا ہو گی

بھارت کی ہندو انتہا پسند تنظیم آر ایس ایس نے کہا ہے کہ ان کی تنظیم بابری، متھرا اور کانسی کی مساجد کے بارے میں کسی موقف میں تبدیلی نہیں کرے گی اور اب تک اپنے اس موقف پر کاربند ہے کہ مساجد کو مسمار کر کے مندر تعمیر کئے جائیں گے اور اُمید ہے کہ ہمارے اس کام میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھارتی حکومت نہیں ڈالے گی۔ راشٹریہ سیوک سنگھ کے سربراہ راجندر سنگھ نے کہا کہ آر ایس ایس اور بی جے پی کا یکساں نظریہ ہونے کے باوجود، بی جے پی پر اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا البتہ ہم بی جے پی سے توقع رکھیں گے کہ وہ کاموں میں رکاوٹ نہیں ڈالے گی۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی مسلمانوں کو آر ایس ایس سے ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ ہم صرف مساجد کے خلاف ہیں اور اگر مسلمان مساجد کے معاملے میں ہمارے سامنے نہ آئیں تو ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارت میں دوسرے مذاہب کے لوگوں بالخصوص مسلمانوں کو اگر بھارت میں رہنا ہے تو انہیں ہندو ثقافت اور تہذیب کو اپنانا ہو گا۔

مصر: امریکیوں کو چوکس رہنے کی ہدایت

امریکی محکمہ خارجہ نے مصر میں تعینات امریکی اہلکاروں کو فوری طور پر چوکس رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ آئندہ چند ہفتوں میں مصر کی اسلامی تنظیمیں امریکی باشندوں پر حملہ کر سکتی ہیں۔ ذرائع کے مطابق اسلامی تنظیموں کے خلاف کارروائیاں کرنے کے بعد ان تنظیموں میں امریکہ کے خلاف نفرت میں شدید اضافہ ہوا ہے اور ان میں سے بعض تنظیموں نے امریکیوں پر حملوں کی واضح دھمکیاں بھی دی ہیں، جس کے بعد مصر میں متعین امریکی سفارتکاروں اور باشندوں کو فوری طور پر الرٹ کر دیا گیا ہے۔

سوڈانی پارلیمنٹ نے اسلامی قانون سازی کی منظوری دیدی

سوڈان کی پارلیمنٹ نے گزشتہ دنوں آئین کے ایک مسودے کی منظوری دی ہے جس کے مطابق سوڈان میں ہر قسم کی قانون سازی کو اسلامی قوانین کے تحت منظور کیا جائے گا۔ پارلیمنٹ کی اکثریت نے اس مسودہ قانون کی منظوری دی ہے۔ تاہم سوڈان کی حزب اختلاف نے اس مسودے کو مسترد کر دیا ہے۔

البانوی مسلمانوں کا سرب حکمرانوں کے خلاف مظاہرہ

گزشتہ روز ہزاروں البانوی باشندوں نے دوبارہ آزادی کے لئے سرب حکمرانوں کے خلاف ایک پرامن مظاہرہ کیا۔ گزشتہ تین روز سے مسلسل جاری مظاہروں میں شرکاء نے آدھ گھنٹے تک احتجاجی واک کی۔